راز دان راز
ہر لمحہ اور....
اردو چینل
www.urduchannel.in

ہر لمحہ اور......

(شعری مجموعہ)

رازدان رازؔ

زیرِ اہتمام:

تکمیل پبلی کیشنز ممبئی / بھیونڈی

9324218323 / 9823533230

© جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ

نام کتاب	:	ہر لمحہ اور ......
موضوع	:	شاعری
شاعر	:	ہری کرشن رازدان رازؔ
پتہ	:	1203/4 ہائی لینڈ پارک، لوکھنڈ والا، اندھیری (ویسٹ)، ممبئی 58
اشاعت اول	:	اکتوبر ۲۰۰۹ء
قیمت	:	۱۵۰ روپے
تعداد	:	پانچ سو (۵۰۰)
کمپوزنگ	:	ابوسفیان مالیگانوی موبائل : 9272444550
سرورق و مطبع	:	ادبی پرنٹنگ پریس ممبئی
اہتمام	:	مظہر سلیم
ناشر	:	تکمیل پبلی کیشنز، ممبئی / بھیونڈی

کتاب ملنے کے پتے

☆ سیفی بک ایجنسی، امین بلڈنگ، ابراہیم رحمت اللہ روڈ، ممبئی 400003

☆ کتاب دار، (بک سیلرس اینڈ پبلشر) جلال منزل، ٹیمکر اسٹریٹ، نزد جے جے اسپتال، ممبئی ۸

☆ تکمیل، کوہ نور ٹیچرس کالونی، شانتی نگر، نزد واٹر ٹینک، بھیونڈی، تھانے۔ 421304

☆ تکمیل، گورو اپارٹمنٹ، C/A/5، ہولی کراس روڈ، آئی سی کالونی، بوریولی (ویسٹ)، ممبئی 103

☆ سویرا بک ڈپو، محمد علی روڈ، مالیگاؤں 423203

☆ اطفال بک ڈپو، محمد علی روڈ، مالیگاؤں 423203

☆ ادب نامہ 303 کلاسک پلازہ، تین بتی، بھیونڈی۔ 421 302

☆ صالحہ بک ٹریڈرس، مومن پورہ، ناگپور۔

☆ 49/11، ایل آئی جی کالونی، ونوبا بھاوے نگر، کرلا (ویسٹ)، ممبئی 70

Har Lamha Aur....

Poetry by

Razdan 'Raaz'

Takmeel Publications, Mumbai

• انتساب

اس مجموعے کو میں اپنے چھوٹے سے خاندان کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔

ان میں سب سے پہلے میری ماں جس نے مجھے اُردو بولنا سکھایا۔ انہیں موسیقی سے بہت لگاؤ تھا اور شاید ان کا فنکارانہ انداز مجھے وراثت میں ملا۔ پھر میرے والد صاحب جنہوں نے مجھے پڑھایا، لکھایا اور میری تمام شیطانیوں اور شرارتوں کے باوجود مجھے پیار دیا۔ میرے زندگی میں قدم رکھنے سے پہلے والدین مجھے چھوڑ گئے۔ چھوٹی عمر میں کئی وارداتیں باعثِ تجربات بنیں۔ بھٹکنے کے بھرپور موقعے ملے۔ بھٹکتے سنبھلتے، بچ بچ کے چلتے آخر ایک روز میں جدوجہد سے بَری ہوا۔ خوداتنی غریبی دیکھی تھی کہ ہر غمزدہ میں اپنا عکس دیکھتا ہوں۔ پہلے غموں کا ہنگامہ اور پھر فریبوں کے جال۔ نہ غریبی میں چین ملا، نہ خوشحالی میں سکون۔ اس کے بعد خاص طور پر اپنے بڑے بھائی صاحب کا شکر گزار ہوں جن کے گھر میں لنگر ڈال کر میں نے زندگی کا جہاز چلانا سیکھا۔ انہوں نے مجھے ماں اور باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔

اور میرے بچے! جو مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں۔ انہوں نے مجھے جتنا پیار دیا، کم لوگوں کو نصیب ہوا ہوگا۔ ان میں میرا بیٹا، جیون' میرا بھتیجہ کرن جو خود ایک مہان کلاکار اور فنکار ہے۔ میری بیٹی گیتا اور داماد بجن، میری بہو سشما اور ان کے بچے بھی شامل ہیں۔ جو میری ذاتی کمزوریوں کو نظرانداز کرتے رہے۔ آخر رہ گئی میری شریکِ حیات جس نے میری فطرت سے سمجھوتہ کیا۔ سنا اَن سنا اور دیکھا اَن دیکھا کیا۔

زندگی کا نچوڑ جو اور جیسا میں نے سمجھا، وہ یہ ہے کہ انسان جو بھی کام کرے اس میں مہارت حاصل کرے۔ پیسہ کمانا جائز ہے۔ اس کا استعمال صحیح ہو تو کامیابی کا احساس پرسکوں ہوگا۔

• رازدان راز

اعتراف

میں احسان مند ہوں ان شخصیات کا جنہوں نے میری شاعرانہ کوششوں میں میری حوصلہ افزائی کی اور مجھے یقین دلایا کہ میرے خیالات اور انہیں شعر میں ڈھالنے کی میری کوششیں اس قابل ضرور ہیں کہ اس مجموعہ کی شکل میں انہیں خاص و عام کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ ان شخصیات سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ کئی بار ان لوگوں کے دامن میں اپنی غلطیوں کے کنکر ڈالے اور موتی بین لیے۔ میری حوصلہ افزائی کے لیے میں آپ سب کا ممنون ہوں، شکر گزار ہوں۔

جناب نقش لائل پوری صاحب

جناب ابراہیم اشک صاحب

جناب ممتاز راشد صاحب

جناب گنیش بہاری طرز لکھنوی صاحب

جناب مختار احسن انصاری صاحب

آپ سب نے مجھے بڑھاوا دیا کہ میں اپنے تجربات کو شاعری کا جامہ پہناؤں۔ پر ان لوگوں کا بھی تو شکریہ ادا کروں جنہوں نے مجھے وہ تجربات دیئے۔ کیسے بھول سکتا ہوں انہیں، جنہوں نے میرے جذبات کے کھلونوں سے کھیلا۔ آنکھوں سے اشک بہانے اور دل کا خون جاموں میں بھرنے کو مجبور کیا۔ لیکن سائیں بابا کی اسیم کرپا ہے کہ میرے بنیادی احساسات بچ گئے۔ جہاں ایسے لوگ ملے جنہوں نے دوست اور رشتے دار بن کر دشمنیاں نبھائیں وہیں کچھ ایسے پیارے پر خلوص لوگ بھی ملے جن کے بغیر ذہن خلاؤں میں کھو کر رہ جاتا۔ اپنے دل کی بات کہنے سے خود کو روشنی ملتی ہے۔ خوش قسمت ہیں میرے جیسے لوگ جنہیں جگدیش صاحب جیسے دوست ملے جن سے بے جھجک کچھ بھی کہہ سکتا ہوں۔ کہنا چاہوں گا کہ ہر کسی سے محبت کا اظہار ایک کمزوری ہے۔ لوگ فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتے۔ شاید جب بھی انسان گھر سے باہر نکلے تو اسے ایک نقاب پہن لینا چاہیے۔

راز دان راز

• رازؔ کا ہر لمحہ اور......

زندگی تو ابتداء سے موت کے چنگل میں ہے
کستا جاتا ہے شکنجہ وقت کا ہر لمحہ اور

زندگی اور موت کے فلسفے پر اتنا اچھا شعر کہنے والے شاعر کا نام ایچ. کے. رازدان رازؔ ہے، جن کی شخصیت کا کمال ہے کہ وہ جہاں بیٹھتے ہیں اپنے دوستوں، شاعروں، سنگیت کاروں اور فن کاروں کی محفل سجا لیتے ہیں۔ وہ شاعر بھی ہیں اور شاعر نواز بھی، دوست بھی ہیں اور ٹوٹ کر دوستوں کو چاہنے والے بھی۔ سچے فن کی اچھی قدر دان کی محفل میں اس طرح ہوتی ہے کہ فن کار نہال ہو جاتا ہے۔

رازدان صاحب مٹی کی خوشبو سے جڑے ہوئے ایک ایسے انسان ہیں جن کا دل محبت سے دھڑکتا بھی ہے اور درد کے آنسو بن کر چھلکتا بھی ہے، ان کا دل آبگینے کی طرح نازک اور شیشے کی طرح صاف ہے، اک ذرا سی چوٹ بھی جس کے لیے گراں گزر سکتی ہے، انہیں دیکھ کر اور ان سے مل کر میرے ذہن میں میر انیسؔ کا مصرعہ گونج اٹھتا ہے ''انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو'' اپنے سینے میں نرم و نازک دل رکھنے والا جذباتی انسان جب شاعری کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو اس کے شعر دل سے نکل کر دل کو چھونے والا اثر رکھتے ہیں۔ چند مثالیں دیکھیے:

خزاؤں سے بہاریں کیا الگ ہیں
ذرا بس رنگ پتوں کا ہرا ہے

چپ چاپ زندگی بھی کھڑی دیکھتی رہی
ٹکڑے جگر کے سب میرے رشتوں میں بٹ گئے

یوں اکثر زندگی لگتی ہے چھوٹی
مگر یہ موت سے کتنی بڑی ہے

آج کی شام ان سے ملنا ہے
آج جلدی سے شام ہو جائے

اس کی ہر بات میں تجارت تھی
دل سے سودا دماغ کا نہ ہوا

رازدان صاحب بھلے ہی اپنے بزنس کی دنیا میں دماغ سے کام لیتے ہوں گے لیکن شاعری میں انھوں نے ہمیشہ اپنے دل کی بات ہی مانی ہے اور دل کی ہر بات ہی کہی ہے۔ اس لیے میں صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ اچھے اور سچے شاعر ہیں۔ شاعری ان کا پیشہ نہیں، شوق ہے بلکہ شوق بے حد ہے۔ جس پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ صاف طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ رازدان صاحب عاشق جانباز بھی ہیں اور رندِ بلانوش بھی، ان کی صحبت میں محبت بھی ہے اور خلوص بھی۔ وہ پیار بانٹتے ہیں اور پیار بٹورتے بھی ہیں۔ ان کا ہر شعر ان کی شخصیت کا آئینہ ہے۔ وہ ورق ورق "ہر لمحہ اور......" میں ڈھل کر اپنی پوری آب وتاب دکھا رہا ہے۔ میں انہیں ان کے پہلے شعری مجموعے کی اشاعت پر دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور تمام ادب دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ رازدان صاحب کی شاعری کو بغور وفکر پڑھیں اور ان کے جذبات کی بھرپور داد دے کر فن اور فنکار کی قدر کریں۔ آخر میں ان کے شعر پر اپنی بات ختم کرتا ہوں:

ٹوٹ جائیں تو بڑھے اور بھی شدت جن کی
ایسے رشتوں کو میں انجام دیا کرتا ہوں

رشتوں کا پاس رکھنے والے رازدان صاحب کو "ہر لمحہ اور" کے لیے ایک بار پھر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد۔

• ابراہیم اشک

• عروسِ سخن کا راز داں

نومبر کے پہلے ہفتے کی ایک نرم گرم سی دوپہر، لوور پریل میں جا کے راز دان صاحب کے آفس میں ان سے ایک طویل اور دلچسپ ملاقات اور وہ ملاقات رخصت کے وقت ایک بے حد خوش گوار لمحے میں تبدیل ہوگئی۔ راز دان صاحب کے اولین شعری مجموعے "ہر لمحہ اور" کا مسودہ میرے ہاتھوں میں تھا۔ کسی بھی شعری مجموعے کو پڑھتے وقت میں اپنے دماغ کو ساری بندشوں سے آزاد کر دیتا ہوں، مجھے اس سے غرض نہیں ہوتی کہ شاعر کس مذہب یا فرقے کا ہے۔ مجھے اس سے بھی واسطہ نہیں ہوتا شاعر ہندوستان کے کس صوبے یا شہر کا باشندہ ہے۔ وہ دہلی اسکول کی نمائندگی کر رہا ہے یا لکھنؤ اسکول کی۔ میں شاعری میں کسی خاص لیبل یا ٹھپے پر بھی یقین نہیں رکھتا کہ وہ ترقی پسند نظریے کا حامل ہے یا جدید رجحانات سے متاثر ہے یا پھر مابعد جدیدیت سے۔ میرے نزدیک یہ سب باتیں اہمیت نہیں رکھتیں۔ سب سے بنیادی بات یہ ہوتی ہے کہ شاعر کا تعلق شاعری سے بھی ہے یا نہیں؟ کسی مفروضہ یا طے شدہ نظریے یا رجحان کے بغیر بھی اچھی شاعری ممکن ہے لیکن محض کسی نظریے کے احساس کے سہارے اچھی یا بڑی شاعری تو کیا، شاعری ہی ممکن نہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ کبھی کبھی ہنگامہ آرائی اور پروپیگنڈہ کی وجہ سے بعض چہرے وقتی طور پر نمایاں ہو جاتے ہیں لیکن وقت کی دھول بہت جلد ایسے چہروں کا رنگ و روغن اتار دیتی ہے۔ ادب یا شاعری کے صفحات پر وہی نام وقت کی دھول سے محفوظ رہتے ہیں جن کا پہلا رشتہ شاعری سے ہوتا ہے اور پھر کسی نظریے سے۔ سردار جعفری صاحب کی مشہور کتاب ترقی پسند ادب میں مخدوم محی الدین کا ذکر صرف ایک سطر میں تھا اور فیض کا ذکر؟ خیر جانے دیجیے۔ لیکن وقت سب سے بڑا نقاد ہوتا ہے۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ شاعروں میں سب سے اہم نام فیض صاحب ہی کا ہے۔ اسی طرح مشہور جدید نقاد شمس الرحمان فاروقی صاحب کی کتاب نئے نام میں جدیدیت کے نام کتنے شاعروں کی بھیڑ تھی اب وہ کہاں ہیں؟ ہاں اس بھیڑ میں جن شاعروں کا تعلق واقعی شاعری سے تھا، صرف جدیدیت سے نہیں ان کا نام آج بھی اتنے ہی اہم ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ راز دان صاحب نہ تو کسی خاص آئیڈیالوجی کے پرچارک ہیں اور نہ ان کا تعلق کسی خاص رجحان سے ہے۔ ان کا تعلق صرف اور صرف شاعری سے ہے۔ وہ اردو غزل کی روایات سے واقف ہیں۔ ترقی پسند

شاعری سے باخبر ہیں۔ جدید شاعروں کو بھی پسند کرتے ہیں زندگی کے حسن اور صداقت سے انہیں لگاؤ ہے۔ وہ زندگی سے محبت بھی کرتے ہیں اور اس کا احساس بھی۔

یوں اکثر زندگی لگتی ہے چھوٹی
مگر وہ موت سے کتنی بڑی ہے

وہ اس راز سے آشنا ہیں کہ تخلیقی عمل اپنے آپ سے آشنا ہونے کا نام ہے۔

ہو رہے ہیں میرے دل کے جتنے ٹکڑے بار بار
اس سے ہوتا جا رہا ہوں آشنا ہر لمحہ اور

اپنی تلاش کا یہ سفر تنہائی کا کرب جھیلے بغیر ممکن نہیں ہے۔

غموں نے مجھ کو بنا ہی دیا تیرے قابل
خوشی ملی تو میں کترا کے چل دیا تنہا

یہ تو ہو سکتا ہے کہ کئی الگ الگ انسانوں کے حالات واقعات اور کسی حد تک تجربات بھی ایک جیسے ہو سکتے ہیں، لیکن ان سے ہونے والا ردعمل ہر انسان پر الگ ہو گا اور اسی الگ یا مختلف ردعمل کا شعری اظہار فن کار کا چہرہ بنتا ہے۔

خزاؤں سے بہاریں کیا الگ ہیں
ذرا بس رنگ پتوں کا ہرا ہے

خدا نے دیکھ کے تابِ تجسسِ انساں
نظر پہ حد سی لگا دی ہے آسماں کیا ہے

کب اِدھر سے گزرے گا تُو اے خدا
میں ہوں صدیوں سے کھڑا کہنے کو کچھ

موت مشکل نہیں اور زندگی آسان نہیں
روز مرتا ہوں میں اور روز جیا کرتا ہوں

وہ خوش ہوا ہے اگر تجھ سے بے وفا ہو کر
تو کیوں اداس ہے تو یہ تیری وفا کیا ہے

کیا بھی چاک تو بے داغ نکلا
میرے دامن کا چرچا کو بہ کو ہے

میں چھوٹی چھوٹی سی خوشیاں بٹور کر خوش تھا
مگر نصیب کا دامن پھٹا ہوا نکلا

اب بھی رک رک کے اٹھ رہا ہے دھواں
آگ شاید نہیں بجھی ہو گی

اور سہلِ ممتنع کا یہ انداز بھی دامن کشِ دل ہے۔

اپنا اپنا خیال ہے ورنہ
کچھ بُرا یا بھلا نہیں ہوتا

زندگی سے بھی کیا ملا تھا دوست
موت سے کیا کرے گلہ کوئی

آج کی شام ان سے ملنا ہے
آج جلدی سے شام ہو جائے

میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ تخلیقی عمل اپنے آپ کو پہچاننے اور تلاش کرنے کا عمل ہے۔ خود رازدان صاحب میرے اس قول کی تصدیق کر رہے ہیں۔

کیا کھو گیا ہے میرا یہ کیسی تلاش ہے
شاید مجھے جہان میں اپنی تلاش ہے

رازدان صاحب اپنے آپ کو تلاش کرتے ہوئے ایک خوبصورت پڑاؤ تک پہنچے ہیں، جس کا نام ہے "ہر لمحہ اور"!

اردو غزل کے عاشقوں کے لیے ایک دل نواز تحفہ، جو زندگی کے ہر لمحے میں آپ کا ساتھ دے گا۔

● **ممتاز راشد**
ممبئی

دعا

راز صاحب نے اپنے کلام "ہر لمحہ اور" کا مسودہ مجھے یہ کہہ کر دیا کہ پہلے دس صفحے میں نے اس لیے چھوڑ دیے ہیں تا کہ کچھ دوستوں کی رائے اور تاثرات شامل کیے جا سکیں۔ کلام صرف دو سال عرصے میں انہوں نے اتنا کہہ دیا جو میں تیس سال میں بھی نہ کہہ سکا۔ کوئی دو سال پہلے جب قسمت نے ان سے ملاقات کا شرف عطا کیا تو وہ غزل سمجھنے، اس کی گہرائی و معنی کو سمجھنے میں زیادہ منہمک دکھے۔ شروع میں تو انہوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ خود ہی شعر بھی کہتے ہیں اور سنانے پر آئے تو روز ایک غزل حاضر ہے۔ لگتا تھا کوئی درد اور مشاہدات کا لاوا اندر سے پھوٹ نکلنے کو بے چین تھا۔ جمعہ کے جمعہ محفلیں سے نوش کچھ شاعروں کے ساتھ اور فن کاروں کے ساتھ بر پا ہوتی اور میں بھی پابندی سے اس محفل میں شریک رہتا۔ سارا کلام میرے سامنے کہا اور کوئی غزل ایسی نہیں جس میں کوئی شعر معنی خیز نہ ہو۔ میں نے انہیں زندگی میں بس دیتے دیتے ہی دیکھا ہے۔

جس کا جی چاہے فقیروں کی دعا لے جائے
کل ہمیں جانے کہاں وقت اٹھا لے جائے
خدمت خلق سے ہستی کو فروزاں کر لے
کیا پتہ کون سی ظلمت میں قضا لے جائے

یہ طرح میں نے ہی دی تھی۔ یہ والی آسی کی ایک غزل کی ایک طرح ہے۔ میں تو سوچتا ہی رہ گیا۔ لیکن راز صاحب نے دوسرے ہی دن غزل کہہ دی۔ کلام میں برجستگی اور صوفیانہ مزاج اپنے اپنے انداز میں ہر غزل میں دکھائی دیتا ہے۔

جتنا سہتا ہوں زمانے کی جفا ہر لمحہ اور
اتنا آتا ہے سمجھ مجھ کو خدا ہر لمحہ اور
کر رہا تھا میں توقع اس سے رحمت کی مگر
وہ بڑھاتا ہی گیا میری سزا ہر لمحہ اور

اک تو تیری جستجو تھی اور میری آوارگی
کیا کہوں کن مرحلوں سے کیسے گزری زندگی

مجھے کبھی تو میری کھوج کا ثواب ملے
خدا ملے جو کہیں مجھ کو بے نقاب ملے

خدا نے دیکھ کے تابِ تجسسِ انساں
نظر پہ حد سی لگا دی ہے آسماں کیا ہے

اپنے ذاتی تجربات کی عکاسی کرتے ہیں تو یوں:

زمانہ اس پہ دیکھو ہنس رہا ہے
وہ جس نے دوستی میں جان دی ہے

تیرا وجود ہے کیا راز اس زمانے میں
یہاں نہ بدلے گا کچھ تو اگر نہیں ہوگا

یہ بھی اچھا ہوا اس وقت ہی چمکی بجلی
کچھ تسلی تو ہوئی دوست ہی قاتل تھا میرا

سرمستی کے عالم میں ہوتے تو یوں کہتے ہیں:

ایک عالم مستی ہے یہ عالمِ مے نوشی
تھوڑی سی سمجھ باقی تھوڑی سی ہے بے ہوشی
وہ آنکھوں سے کہتے ہیں ہم دل سے سمجھتے ہیں
نظروں سے جو ہوں باتیں الفاظ ہیں خاموشی

آج محفل اداس سی کیوں ہے
مے ہے، ساقی ہے پیاس سی کیوں ہے

آج کچھ وقتِ شام ہو جائے
بزم کا اہتمام ہو جائے

مے کشوں سے ہے رنگِ میخانہ
مے میں کوئی نشہ نہیں ہوتا

ان کے تمام کلام کو سمیٹنا تو مشکل ہے کیوں کہ میں خود ہی ان کا فین ہوں اس لیے کچھ شعر ان کی شان میں کہنے کی جرأت کر رہا ہوں۔

دعا

تم پر رہے نگاہِ کرم اور زیادہ
راس آتے رہیں دیر و حرم اور زیادہ
بکھرے رہیں شانوں پہ یوں ہی گیسوئے جاناں
دلبر رہے مائل بہ کرم اور زیادہ
تم کو قدم قدم پہ ملیں کامرانیاں
ہوتی رہے کچھ پرسشِ غم اور زیادہ
اترا کریں خیال میں مضموں خلاؤں سے
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ
اے طرزؔ راز جھیل چکے سب نشاط و غم
یارب نہ دے اب رنج و الم اور زیادہ

• گنیش بہاری طرزؔ لکھنوی

• غزل کی نئی آواز ...... رازدان راز

شاید اُردو ہی دنیا کی تنہا زبان ہے جس کی شاعری اس کی شناخت بن چکی ہے۔ گنگا جمنا بھاگیرتھی کی نرم وملائم، سرخیلی زرخیز مٹی، سندھو، راوی اور چناب کی برفیلی اور گلابی آئسکریم جیسی ملکھنی مٹی، نرمدا، گوداوری اور تاپی کی سانولی سرمئی اور مخملی مٹی اور کرشنا، کاویری اور تنگ بھدرا کی کسی پرشباب معشوق کے زلفوں جیسی میگھ رنگ کالی ریشمی مٹی، جب نسرگ کی مہربانی کے طفیل یکجا ہوئی تو شری کرشن کی بانسری نے اسے اپنا جادو بھرا مدھر راگ اور سُر، مہاتما گوتم بدھ نے اپنا گیان دھیان اور وجدان بھرا (Intuitive knowledge) الاپ، تلسی داس کے گیتوں اور ایک ناتھ کے ابھنگوں نے اپنی والہانہ اور عاشقانہ شردھا، میرا کے بھجنوں نے اپنی پریم بھگتی، کبیر کے دوہوں نے اپنی سبھیتا اور یک جہتی، خواجہ چشتی اجمیری کے محبت بھرے پند و نصائح (Admonition and moral lessons) نے انسانی روح کے لیے غذا اور وجدان کے لیے سامانِ کیف و سرور گرونانک جی نے انسانیت کے پیغام سے بھری راگنی اور مسیحی اپدیشکوں نے آسمانی ہدایتوں سے بھری لَے، امیر خسرو نے خلوص ومحبت میں بھرا اپنا پُر ایمان ترنم ہندوستان کے ہر خطے سے لائی ہوئی اس مٹی میں ملا کر اپنے پوتر ہاتھوں سےساندی اور شعلہ وشبنم، پریم نسوارتھ، خلوص، محبت، اتحاد، اتفاق، باہمی اخوت، بھائی چارہ، یک جہتی اور انسانی رشتوں کو ایک رنگ کرنے والی ایک بھاشا، ایک زبان وجود میں آئی، جسے ہندوی، ہندوستانی اور "اُردو زبان" کہہ کر پکارا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ اسی اردو زبان میں ایسے ایسے ادبی شاہکار (Literary - Master Piece) وجود میں آئے جو زندہ وجاوید ہیں اور رہیں گے۔ جن میں صبحِ ازل (Morning of Eternity) سے لے کر آج تک کی زندگی کی صدائیں گونج رہی ہیں۔

غزل اردو زبان کی ایک اہم ترین صنفِ سخن (Species of Poetry) ہے، سچی بات تو یہ ہے کہ اردو کا نام سنتے ہی غزل کا ترنم ذہن میں رقص کرنے لگتا ہے۔ "قلی قطب شاہ" اور "ولی دکنی" سے لے کر "میر تقی میر" اور "سودا" تک "مرزا غالب" اور "مومن خان مومن" سے لے کر نواب داغ دہلوی اور امیر مینائی تک، اقبالؔ، فانیؔ، حسرتؔ، جگرؔ، اصغرؔ، ریاضؔ اور یاس یگانہ

چنگیزی سے لے کر پنڈت دیا شنکر نسیم، برج نارائن چکبست، رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری، فیض احمد فیض، ناصر کاظمی اور کرشن بہاری نور تک، ہر فنکار نے اپنے اپنے انداز سے معشوق غزل کو سجانے، سنوارنے، نکھارنے اور اس کی زلفوں کو آراستہ (Decorated) کرنے میں اپنے خونِ جگر کا ایک ایک قطرہ صرف کر دیا ہے اور آج بھی سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں فنکار اردو غزل کے حسن میں چار چاند لگانے کے لیے اپنی قیمتی زندگی کا ہر عزیز لمحہ صرف کر رہے ہیں۔ ان ہی بے لوث اور مخلص فنکاروں میں راز دان راز بھی ہیں، جن کا اولین مجموعۂ کلام ''ہر لمحہ اور'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

بنیادی طور پر راز دان راز غزل کے شاعر ہیں۔ وہ غزل کی تشکیل میں یک رنگی پیدا کرنے کے فن سے واقف ہیں۔ بحر، زمین مطلع، قافیہ، ردیف، غزل کے سانچے کی اہم ضروریات ہیں۔ اسی طرح بحر کے ارکان غزل کے چڑھاؤ اتار اور تال وسم کی حدود ہوتے ہیں۔ اچھی غزل کہنے کے لیے کسی شاعر کو ان خوبیوں سے واقف ہونا لازمی ہوتا ہے اور راز صاحب اس گر اور ہنر سے واقف ہیں یہ خداداد دین ہے، جو ہر شاعر کے نصیب میں کہاں؟

اچھا شاعر وہی کہلاتا ہے جو شعر کہتے وقت اپنے اردگرد کے ماحول سے بیگانہ نہیں ہوتا۔ جس کی شاعری میں اس کے وطن کی مٹی رچی بسی ہوتی ہے۔ جس کا مشاہدہ گہرا ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ دیکھتا سنتا ہے وہ اس کے محسوسات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جس کے ضرب سے اس کی روح میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے۔ آتما بے قرار ہو جاتی ہے اور وہی تجربہ یا مشاہدہ جب احساس کے روپ میں خون بن کر اس کی رگوں میں دوڑنے لگتا ہے تو دل و دماغ سے کئی بار گزرنے کے بعد شبدوں کا روپ دھارن کر لیتا ہے اور وہی الفاظ جب بحر کے ارکان میں ڈھل کر شعر بن جاتے ہیں تو ایک مخصوص سانچے میں ڈھلے ہوئے اشعار غزل بن کر کاغذ کی پوترتا کو اعتبار عطا کرتے ہیں۔ راز دان راز کا فن اگرچہ جذبات اور محسوسات کی سلگتی ہوئی دھیمی آنچ پر پک رہا ہے لیکن وہ دن دور نہیں جب لفظوں اور شبدوں کا ڈھیر سارا مناسب ایندھن میسر ہوتے ہی آہستہ آہستہ جلتی سلگتی یہ آگ، شعلہ بن جائے گی اور اشعار وجود میں آئیں گے جنہیں محاوروں اور ضرب المثل کا درجہ حاصل ہوگا۔ راز نے خود ہی اس جانب اشارہ کیا ہے۔

میرے اندر میرا ایک ہم سفر ہے
وہ میری منزلوں سے بے خبر ہے
میں تھک جاتا ہوں، وہ رکتا نہیں ہے
میری منزل بھی، اس کا رہ گزر ہے

اس دور میں لفظوں کو جوڑ توڑ کر شاعری کرنے والے تو ہزاروں ہیں، لیکن انہیں اندرونی جذبات داخلی محسوسات، ذاتی تجربات اور گہرے مشاہدات کو آسان اور عام فہم لفظوں میں پرو کر تسبیح مالا کا روپ دینے والے گنے چنے فنکار ہی ملیں گے۔ رازدان راز کے کلام کی سب سے بڑی خوبی اس کا عام فہم اور سلیس ترین ہوتا ہے۔

عوامی زبان میں شعر کہنا کتنا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ یہ ایک سچا فنکار ہی جانتا ہے۔ لیکن اس کٹھن راستے سے بھی رازدان راز آسانی سے گزر جاتے ہیں۔ یہ ان کے سچے اور اچھے فنکار ہونے کی علامت ہے۔

ایسی جلدی ہے کیا چلے جانا
دو گھڑی تو قیام ہو جائے
آج کی شام ان سے ملنا ہے
آج جلدی سے شام ہو جائے

رازدان راز کے یہاں ایسی زبان میں بہت سارے شعر ملتے ہیں جن میں سادگی بھی ہے اور فنکاری بھی۔ ان کی برجستگی، آمد، راست اندازی اور سادگی ہی ان کے کلام کی بڑی خصوصیت ہے۔ بعض شعر تو بے تکلف گفتگو کے سے لگے، جن میں روزمرہ کا بھی استعمال ہے اور محاورات بھی بڑے ہی سلیقے سے لائے گئے ہیں۔ ذرا ان اشعار کی سادگی اور بے ساختگی پر غور کیجیے۔

وہ سب ملے کہ ملنے سے جن کے نہ کچھ ملا
بس وہ نہیں ملا، مجھے جس کی تلاش ہے

اس کی ہر بات میں تجارت تھی
دل سے سودا دماغ کا نہ ہوا

وہ ملا لیکن میں کیا کہتا اسے
اس کے آگے تھا ہی کیا کہنے کو کچھ

رازدان راز کو قدرت نے تمام آسائشیں اور وسائل عطا کیے ہیں۔ لیکن ان تمام نعمتوں کے ہوتے ہوئے بھی ان کی فکر اور ان کی سوچ کا جھکاؤ صوفی ازم کی جانب دکھائی پڑتا ہے۔ وجہ کچھ بھی ہو لیکن خوشحال اور عیش و عشرت سے مالا مال راز کی شاعری میں قلندرانہ انداز جگہ جگہ نظر آتا ہے۔

جو بھی دکھا اداس گلے سے لگا لیا
رویا ذرا سا کوئی تو ہم اس کے ہو لیے

غموں کی بھیڑ میں ملتا ہے جب بھی ملتا ہے
خدا کا دیر و حرم میں تو گھر نہیں ہوتا

خدا سنا ہے کہ ملتا ہے درد مندوں کو
ملے ہیں غم بھی تو' پہچان غموں سے کام تو لے

راز کا دردمندانہ دل جب کچلی ہوئی انسانیت، مصائب اور غم والم میں مبتلا دیکھتا ہے تو وہ مالکِ دوجہاں سے بھی شکایت کرنے سے نہیں چوکتا۔

خدایا کس لیے دنیا بنی ہے
تیرے دوزخ میں شاید کچھ کمی ہے
تیری مرضی سے گر ہلتا ہے پتہ
سزا کس جرم کی پھر ہم کو دی ہے

انسانوں کی بے کسی، بے بسی اور مجبوری کا اظہار راز دان راز کتنے یاس زدہ لفظوں میں کرتے ہیں۔

وہ ڈرتا تھا کہ رونے کی سزا بھی ہوگی شاید
یہی رو رو کے کہتا تھا کہ وہ رویا نہیں تھا

راز نے زندگی دیکھی اور پرکھی ہی نہیں، بلکہ برتی بھی ہے۔ غمِ دوراں کے ساتھ ان کے اشعار ایسے بھی ہیں جو خالص عشقیہ جذبات کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے بہت سارے مغنی راز کے کلام کو اپنی دھنوں اور سُروں میں سجا کر محفلوں میں پیش کرتے رہے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

عرصہ ہوا ہے اب تو بلاتا نہیں ہمیں
اتنا خفا ہوا کہ ستاتا نہیں ہمیں
اس سے ملے بغیر بھی بے چین تھے مگر
اب چین اس سے مل کے بھی آتا نہیں ہمیں
ہم غم پہ ہنس رہے ہیں اسے ہم سے کیا ملا
کیوں پھر بھی چھوڑ کر کہیں جاتا نہیں ہمیں

تو بلائے گا سنور جائیں گے ہم
کون کہتا ہے کہ مر جائیں گے ہم
زندگی بھر ہم اندھیرے میں جیے
روشنی میں اب بکھر جائیں گے ہم
عمر بھر یہ وقت گزرا ہے پر اب
وقت ٹھہرے گا گزر جائیں گے ہم

رازدان راز نے اپنی زندگی کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے۔

کہیں سکوں نہیں ملتا ذہین لوگوں کو
یہ راز ذہن مسلسل سفر میں رہتا ہے

خدا کرے راز صاحب کا ذہن اسی طرح مسلسل سفر میں رہے تا کہ وہ اپنے زرخیز ذہن کو اپنی زندگی کے تجربات قدم قدم پر حاصل ہونے والے مشاہدات اور شب و روز کے محسوسات سے مقوی غذا پہنچا کر ذہن کی زرخیزی میں اضافہ کرتے رہیں اور اپنے خیالات اپنے اشعار کے ذریعے قاری تک پہنچاتے رہیں۔

نیک دعاؤں کے ساتھ
● **مختار احسن انصاری**
ممبئی

فہرست

انتساب	رازدان راز	03
اعتراف	رازدان راز	04
راز کا ہر لمحہ اور......	ابراہیم اشک	05
عروسِ سخن کا رازدان	ممتاز راشد	07
دعا	گنیش بہاری طرز	10
غزل کی نئی آواز......رازدان راز	مختار احسن انصاری	13

غزلیں

جتنا سہتا ہوں زمانے کی جفا ہر لمحہ اور	25
اس زمانے کے فریبوں سے بچا کوئی نہ تھا	26
جس کا جی چاہے فقیروں کی دعا لے جائے	27
آج محفل اداس سی کیوں ہے	28
فریبِ عقل ہے بس وقت کیا ہے	29
یہ کائنات ہے کیا' دشت کیا' مکاں کیا ہے	31
دل کیا جلا' کہ داغ وفاؤں کے گھٹ گئے	32
اک عالم مستی ہے' یہ عالمِ مے نوشی	33
خدایا کس لیے دنیا بنی ہے	34
وقت کے رک گئے قدم شاید	36
میرے اندر میرا اک ہم سفر ہے	37
تم سے پہلے یہاں جذبات رہا کرتے تھے	38
آج کچھ وقتِ شام ہو جائے	39
زندگی رو کے بھی آنکھوں میں خواب رکھتی ہے	40

- ابھی چہرے کا اس نے بھولپن کھویا نہیں تھا 41
- ہوا یہ کہ جیسے خدا سے ملا تھا 42
- زندگی ہم تجھے مہکا کے بکھر جائیں گے 43
- جتنا سلجھایا اسے اتنا ہی الجھی زندگی 44
- جہاں کی بھیڑ میں جو بھی ملا ملا تنہا 46
- وقت کے ساتھ بدلتے ہیں ہمارے رشتے 47
- درد ہوگا تو کیا بُرا ہوگا 48
- من کی چنگاری سے دل کو ہم ہر شام جلاتے ہیں 49
- عرصہ ہوا ہے اب وہ بلاتا نہیں ہمیں 50
- گھٹاؤں سے تو نظر کا میری پیام تو لے 51
- میں سوچتا ہوں آج ہوا ہے یہ کیا مجھے 52
- مجبوریوں میں بک گئے کچھ مفلسوں کے تن 53
- گرتی ہے لڑکھڑاتی ہے، چلتی ہے زندگی 54
- کولہو کے چکروں سی ملی زندگی ہمیں 55
- ہم اپنی آرزوؤں پہ ہنس ہنس کے رو لیے 56
- غم عاشقوں کا اگر ہم سفر نہیں ہوتا 57
- زیست کو کیا کہہ کر سمجھائیں کیوں جینے کی چاہ نہیں 58
- وہ جو آسماں سے بلند تھے وہی آسماں سے پھسل گئے 59
- کہیں پڑا ہے ٹھوکر میں اور کہیں بنا بھگوان ہے 60
- کیا کھو گیا ہے میرا یہ کیسی تلاش ہے 61
- مر مر کر ہی جینا ہے تو جی کر بھی کیا کرنا ہے 62
- کچھ غم کے سوا عشق کا حاصل نہیں ملتا 63
- تجھے ڈر ہے کوئی تو صاف کہہ مجھے وعدہ کر کے دغا نہ دے 64
- زخموں پہ میرے اب نہ لگاؤ کوئی مرہم 65
- مجھے کبھی تو میری کھوج کا ثواب ملے 66
- نہ جانے ہوا کیا میری زندگی کو 67
- مل گیا اس کو بھلا تجھ سا ہی چہرہ کیسے 68

- وہ میرا تھا مگر میرا نہ ہوا 69
- تو بلائے گا سنور جائیں گے ہم 70
- دل کو کیا کہہ کر سمجھائیں دشمن اپنا یار ہو جب 71
- خود میں نے جسے نور دیا دور کھڑا ہے 72
- زندگی کی ریت پر اک وقت کا گھر بن گیا 73
- مدتوں سوچا کیا کہنے کو کچھ 74
- سب اپنا ڈھونڈ رہے ہیں کسے ملا اپنا 75
- جو نہ ڈوبا کسی طوفان میں وہ دل تھا میرا 76
- یہ کیسی بھوک ہے ہنس کر بشر ٹھوکر بھی کھاتا ہے 77
- تیرے غم کو میں نے ڈھونڈا میرے یار زندگی بھر 78
- ہیں گردش میں ستارے آسماں کے 79
- سب چلے آؤ بزمِ رنداں ہے 80
- جان بوجھ کر لوگ یہاں جھوٹی باتیں کر جاتے ہیں 81
- سب نے ڈھونڈا ہے مگر اس کا پتہ پایا نہیں 82
- ان کے ہم ہو گئے ہیں دیوانے 83
- ساتھ کب تک نبھائے تنہائی 84
- زندگی موت کے دیکھے گی نظارے کب تک 85
- تم نے ہمیں چھوڑا تھا جہاں ہم ہیں وہیں پر 86
- غموں نے میرے مقدر میں گھر بنایا ہے 87
- دل کی تباہیوں میں تو کوئی کسر نہیں 88
- سفر میں ہے مسافر ڈھونڈتا ہے ہم سفر کوئی 89
- زندگی بھر میری سانسوں میں پلی تیری یاد 90
- میرا وہ ہو کے بھی مجھ سے بہت جدا نکلا 91
- تیرے ہی غم ہیں جنہوں نے مجھے برباد کیا 92
- درد میں ڈوب گیا ہے جو اسے دل سمجھو 93
- ہم آج عشق و وفا کے صلوں کی بات کریں 94
- مجھے اس جہان سے کیا ملا میں نے اس جہاں کو کیا دیا 95

• دماغ اور دل رہیں جدا یہ کیسے ہوتا ہے	96
• دل کبھی بے وفا نہیں ہوتا	97
• باتوں باتوں میں فسانوں سے فسانے نکلے	99
• تیرا ہی غم میری اب آبرو ہے	100
• اب اگر کوئی بھی خوشی ہو گی	102
• یہ چاند اور ستارے کہاں سے آئے ہیں	103
• جہاں میں کاٹ دی ہم نے تو زندگی ایسے	104
• وہ جس کے دل پہ خوشی کا اثر نہیں ہو گا	105
• جب بھی دیکھا کہ میری بزم میں تنہائی ہے	106
• جھوٹی امیدوں سے بہلائے ہوئے	107
• میں ڈھونڈتا ہوں جسے وہ سفر میں رہتا ہے	108
• وہ جو شخص ہم کو عزیز تھا اسے کیا ہوا وہ کہاں گیا	109
• کون گاؤں سے آئے ہیں ہم' گاؤں کون سے جانا ہے	110
• آج جنت کے ڈھونڈتا ہوں نشاں	111
• رازِ الفت کسی حرکت سے بیاں ہوتا ہے	112
• یوں بسر ہم نے زندگی کر لی	113
• دے گیا ایسی اک صدا کوئی	114
• یہ درد دل' یہ غم عشق کا گلہ کیا ہے	115
• عادتاً روز بھرے زخم سیا کرتا ہوں	116
• ذرا سنوار لے زلفیں تو پریشاں کیوں ہے	117
• مر چکا ہوں میں' گلے سے نہ لگائے کوئی	118
• دوا پی مئے تو مجھے' چاہے اپنا جام نہ دو	119
• عذر ہر بار ہوا ان کو تو بلائیں کیسے	120
• اب سرابوں کا اثر صاف نظر آتا ہے	121
• جہاں میں آج کسی کو کسی سے پیار نہیں	122
• پی کر جو جھومتا ہے خدا کے قریب ہے	123
• ہر وقت سرابوں سے گزرتی ہے زندگی	124

- بات کب عشق کی ہونٹوں سے بیاں ہوتی ہے 125
- زندگی کیا یہ زندگی ہوگی 126
- آنکھ میری ہے نور تیرا ہے 127
- بے ساختہ جو آنکھ سے جو آنکھ سے آنسو نکل گیا 128
- تھا تیرے شہر میں شاید نہ پرایا کوئی 129
- نہ بدلے جو کبھی ایسا کوئی موسم نہیں ہوتا 130
- جہانِ غم راز چھوڑ کر چل 131
- ایسا ہوا تم بن من سونا ہم برسوں نہیں سوئے 132
- ڈھل گئی شام ڈھل گئے سائے 133
- وہ بے وفا ہے یہ مجھے جب تک پتہ نہ تھا 135
- کیا ہونا چاہتا تھا میں اور کیا میں ہوگیا 136
- یوں تو ساقی کا میرے کام وہی ہوتا ہے 137
- میں تو دو روز یہاں آیا تھا جانے کے لیے 138
- سانس اپنی ہے مگر زندگی پرائی ہے 140
- صدیاں سنا رہی ہیں میری داستاں مجھے 141
- اپنی جنت سے نکل کر یہ کدھر آئے ہیں 143
- ہر غم کو تیرے نام کیا اور پی گئے 144
- ایک اتفاق ہے ہے کچھ لوگ جو مل جاتے ہیں 145
- سوچتا تھا، نہ کچھ سمجھتا تھا 146
- اس کا ہر جام خاص ہوتا ہے 148
- خدا ملے تو یہ پوچھیں کہ ماجرا کیا ہے 149
- سبھی کو آنسوؤں کا زہر تو پینا پڑا ہے 151
- اپنی اپنی ہے ضرورت بے وفا کوئی نہیں 152
- یہ کن لوگوں سے اب دنیا بھری ہے 154
- سفر میں وقت کے صدیوں سے یہ سارا جہاں تھا 156
- وہ ہم سے پوچھ رہے ہیں ہمیں ہوا کیا ہے 157
- پھر اشکبار یہاں کون دل جلا ہوگا 158

- جو چاندنی میں نہائے بدن وہ جل کے رہے 159
- محبت جب سے کی اک بے وفا سے 160
- کہاں سے کوئی آیا تھا کہاں کوئی گیا ہو گا 161
- جو ڈھونڈتے ہو ملے گا دلِ دیوانے میں 162
- تھے ساتھ ساتھ مگر سارے ہم سفر تنہا 163
- یہ انساں جو خود سے جدا ہو رہا ہے 164
- بات کر تو یا نہ کر مل تو سہی 165
- کس وجہ سے اس دنیا میں لایا گیا ہوں میں 166
- کوئی منزل نہ دکھی کوئی کارواں نہ ملا 167
- پیار تو ایک بار ہی ہوتا ہے ہم کو بھی لگا 168
- امیدوں نے بجھا ڈالا یقینوں نے رلا ڈالا 169
- ایسے بھی ہیں گناہ جو ثوابوں سے کم نہیں 170
- باندھ کر رکھا ہے دل میں آس کو 171
- ظاہر نہیں وہ کرتا کچھ بھی جب وہ نظر ملاتا ہے 172
- ایک شام میرا داغ جگر ڈھونڈ رہی ہے 173
- قطعات 174
- متفرق اشعار 182

الفاظ میں ڈھل جاتی ہے جب بھی کوئی غزل
میں سوچتا رہ جاتا ہوں یہ کس نے کہی ہے

جتنا سہتا ہوں زمانے کی جفا ہر لمحہ اور
اتنا آتا ہے سمجھ مجھ کو خدا ہر لمحہ اور

ہو رہے ہیں میرے دل کے جتنے ٹکڑے بار بار
اس سے ہوتا جا رہا ہوں آشنا ہر لمحہ اور

کر رہا تھا میں توقع اس سے رحمت کی مگر
وہ بڑھاتا ہی گیا میری سزا ہر لمحہ اور

جیسے جیسے دور ہوتا جا رہا ہوں خود سے اب
تیز آتی جا رہی ہے اک صدا ہر لمحہ اور

زندگی تو ابتداء سے موت کے چنگل میں ہے
کستا جاتا ہے شکنجہ وقت کا ہر لمحہ اور

اب تو اپنی خواہشوں کے سلسلے بھی ختم ہیں
راز ہوتا جا رہا ہوں بے صدا ہر لمحہ اور

●

اس زمانے کے فریبوں سے بچا کوئی نہ تھا
منزلیں تھیں سامنے پر راستہ کوئی نہ تھا

زندگی میں جو ملے اچھے لگے، اپنے لگے
میں تو سب کا ہو گیا لیکن میرا کوئی نہ تھا

کس قدر بچ کر چلا میں کتنا آہستہ چلا
مڑ کے جب دیکھا تو اپنا نقشِ پا کوئی نہ تھا

غم سے سب ہارے ہوئے تھے زندگی کی دوڑ میں
سورما بھی تھے مگر جیتا ہوا کوئی نہ تھا

رات کچھ ایسا لگا جیسے سحر سی ہو گئی
اک دیا بس جل رہا تھا بولتا کوئی نہ تھا

راز تھے احباب اپنے دوست اور محبوب بھی
جو نبھاتا ایک رشتہ درد کا، کوئی نہ تھا

●

جس کا جی چاہے فقیروں کی دعا لے جائے
کل ہمیں جانے کہاں وقت اٹھا لے جائے

خدمتِ خلق سے ہستی کو فروزاں کر لے
کیا پتہ کون سی ظلمت میں قضا لے جائے

اس لیے کوئی جہاں سے نہ گیا کچھ لے کر
کیا ہے دنیا میں، کوئی ساتھ بھی کیا لے جائے

بانٹ دے سب میں یہ خوشیاں جو ملی ہیں تجھ کو
اس سے پہلے کہ کوئی ان کو چرا لے جائے

تو جسے ڈھونڈ رہا ہے وہ تیرے اندر ہے
خود سے ملوانے تجھے کون بھلا لے جائے

آندھیاں تو نہ ہلا پائیں تجھے رازؔ مگر
اب اُڑا کر نہ کہیں بادِ صبا لے جائے

آج محفل اداس سی کیوں ہے
مئے ہے، ساقی ہے پیاس سی کیوں ہے
کس سے پوچھیں کہ آج یہ دنیا
اس قدر بدحواس سی کیوں ہے
وہ رقیبوں کا ہو گیا پھر بھی
بے سبب ایک آس سی کیوں ہے
ذہن سے دور کی ہے یاد اس کی
پھر بھی وہ آس پاس سی کیوں ہے
کیا ہے رشتہ غموں سے خوشیوں کا
ہر خوشی غم شناس سی کیوں ہے
غم ہزاروں چھپا کے دامن میں
زندگی خوش لباس سی کیوں ہے
رازؔ ہنس تو رہے ہو محفل میں
پھر یہ چہرے پہ یاس سی کیوں ہے

●

فریب عقل ہے بس وقت کیا ہے
کہیں جاتا نہیں اور چل رہا ہے

یہ لمحے' یہ مہینے' سال و صدیاں
انہیں گن کر بھی آخر کیا ملا ہے

یہ قدرت کب سے دہراتی ہے خود کو
جو کل تک ہو چکا پھر ہو رہا ہے

نظر آیا بھی جو بدلا سا تم کو
نگاہوں کو ہی کچھ دھوکا ہوا ہے

خزاؤں سے بہاریں کیا الگ ہیں
ذرا بس رنگ پتوں کا ہرا ہے

بدل کر بھی یہاں کیا مستقل ہے
فنا ہونے کا سارا سلسلہ ہے

یہاں آ کر گزر جانا ہے سب کو
کوئی منزل نہیں، بس راستہ ہے

خردمندوں کو سب دے جاؤں گا میں
مجھے دیوانگی سے جو ملا ہے

سہارے میں اُسی کے جی رہا ہوں
پر اپنا عزم بھی مجھ کو پتہ ہے

جھکائے سر کھڑا ہے رازؔ لیکن
اسے معلوم ہے وہ بے خطا ہے

●

یہ کائنات ہے کیا، دشت کیا، مکاں کیا ہے
بس ایک جذبۂ تخلیق ہے جہاں کیا ہے

خدا نے دیکھ کے تابِ تجسسِ انساں
نظر پہ حد سی لگا دی ہے آسماں کیا ہے

گلا کے چھوڑے گا ہر شئے کو وقت کا تیزاب
سوائے نورِ خدا اور جاوداں کیا ہے

بس ایک غیب کی تلوار یہ خدائی ہے
پھر اس کے سامنے فریاد کیا، فغاں کیا ہے

غمِ جہاں کا فسانہ بہت طویل ہے دوست
ہماری ایک شب غم کی داستاں کیا ہے

بچا ہی کیا ہے تیرے پاس، بِک گیا سب کچھ
بڑھا لے راز اب خالی ہے یہ دکاں کیا ہے

دل کیا جلا' کہ داغ وفاؤں کے گھٹ گئے
موسم دھواں ہوئے آ کر پلٹ گئے

کس زاویے سے آئے میری زندگی میں تم
جتنے تھے میرے سائے وہ سب مجھ سے کٹ گئے

چپ چاپ زندگی بھی کھڑی دیکھتی رہی
ٹکڑے جگر کے سب میرے رشتوں میں بٹ گئے

پتھر غموں کے اتنے تھے اس راہِ زیست میں
جھنجلا کے آدھی راہ سے ہم خود پلٹ گئے

ہر آرزو جو تم سے تھی وابستہ' جل گئی
اس راکھ سے ہی یادوں کے سائے لپٹ گئے

کب سے پتہ تھا رازؔ کہ رونا ہے ایک دن
کچھ دن کسی کے ساتھ' چلو اچھے کٹ گئے

●

اک عالمِ مستی ہے' یہ عالمِ مئے نوشی
تھوڑی سی سمجھ باقی' تھوڑی سی ہے بے ہوشی

خوشیوں کو بڑھاتی ہے اور غم کو مٹاتی ہے
میکش کا تو ہوتا ہے' انجام بلانوشی

وہ آنکھ سے کہتے ہیں' ہم دل سے سمجھتے ہیں
نظروں سے جو ہوں باتیں' الفاظ ہیں خاموشی

جو لوگ نہیں پیتے' جی کر بھی نہیں جیتے
پر سب کے مقدر میں ہوتی نہیں مدہوشی

گو راز کی فطرت میں ہیں نقص ہزاروں پر
بس ایک مگر کم ہے' احسان فراموشی

●

خدایا، کس لیے دنیا بنی ہے
تیرے دوزخ میں شاید کچھ کمی ہے

زمانہ اس پہ دیکھو ہنس رہا ہے
وہ جس نے دوستی میں جان دی ہے

یہ لکھ لکھ کر مقدر کا مٹانا
الٰہی ، ہم سے کیسی دل لگی ہے

ہیں کتنی منزلیں اس زندگی میں
ہر اک منزل ہماری عارضی ہے

تیری مرضی سے گر ہلتا ہے پتہ
سزا کس جرم کی پھر ہم کو دی ہے

یہ کیسا آگ کا دریا ہے یارب
کہ جس میں ڈوبنا ہی زندگی ہے

●

یوں اکثر زندگی لگتی ہے چھوٹی
مگر وہ موت سے کتنی بڑی ہے

تیرے طوفان ہیں کشتی ہماری
ڈبا اس کو جہاں یہ ڈوبتی ہے

بنا ڈالے کروڑوں تو نے انساں
تو پھر انسانیت کی کیوں کمی ہے

جہاں میں راز سچی بات آخر
بھلا کس نے، کسی سے، کب کہی ہے

●

وقت کے رک گئے قدم شاید
یا تو اب تھک گئے ہیں ہم شاید

رات بھر کھیلتے ہیں نیند سے ہم
ہم کو راس آ گیا ہے غم شاید

حالِ دل پوچھتا جفا کر کے
مانتے اس کو ہم صنم شاید

ہم خوشی میں نہ گر بھٹک جاتے
غم کا ہوتا سفر یہ کم شاید

پیار سے سب کو دیکھنے کی ادا
ان کی فطرت میں ہے ستم شاید

زندگی نے تھکا دیا ہے رازؔ
مر کے اب آئے دم میں دم شاید

میرے اندر میرا اک ہم سفر ہے
وہ میری منزلوں سے بے خبر ہے
بھٹک کر لوٹ آتا ہوں ہمیشہ
صدا میں اس کی کچھ ایسا اثر ہے
میں تھک جاتا ہوں وہ رکتا نہیں ہے
میری منزل بھی اس کا رہ گزر ہے
کبھی پتھر ہے میرے راستوں کا
کبھی لگتا ہے وہ لعل و گہر ہے
نہ جانے پاؤں میں کتنے ہیں چھالے
مگر پھرتا وہ پھر بھی دربدر ہے
جہاں، وہ آئینہ خانہ ہے جس میں
کہ ٹوٹا ہر بشر آتا نظر ہے
سفر تو رازؔ کا لمبا بہت تھا
فسانہ پوچھئے تو مختصر ہے

•

تم سے پہلے یہاں جذبات رہا کرتے تھے
دل بڑا تھا کئی صدمات رہا کرتے تھے

آشیاں پیار کے تنکوں کا بھلا کیا بچتا
آندھیوں کے یہاں حالات رہا کرتے تھے

اب بھی آتے ہیں نظر اس پہ لہو کے چھینٹے
جس تجوری میں جواہرات رہا کرتے تھے

اس جگہ ہی لگی بنیادِ ذہن میں دیمک
جس جگہ ان کے خیالات رہا کرتے تھے

گنگناتے بھی نہیں کوئی غزل رازؔ وہ اب
جن لبوں پر کبھی نغمات رہا کرتے تھے

آج کچھ وقتِ شام ہو جائے
بزم کا اہتمام ہو جائے
مئے نہیں میکدے میں گر ساقی
آج غم کا ہی جام ہو جائے
ایسی جلدی ہے کیا چلے جانا
دو گھڑی تو قیام ہو جائے
آج کی شام ان سے ملنا ہے
آج جلدی سے شام ہو جائے
خوف ہے تم کو گر زمانے کا
آنکھ سے ہی سلام ہو جائے
دیکھ لے گر تمہیں وہ ایک نظر
بادشاہ بھی غلام ہو جائے
سن کے سب کو وہ راز سے بولے
چل تیرا بھی کلام ہو جائے

●

زندگی رو کے بھی آنکھوں میں خواب رکھتی ہے
کہ پیر کانٹوں میں دل میں گلاب رکھتی ہے

موت سے کچھ تو ہے نسبت ضرور سانسوں کو
ورنہ ہر سانس کا یہ کیوں حساب رکھتی ہے

زندگی میں تو ہزاروں سوال اٹھتے ہیں
موت ایسی ہے کہ سب کے جواب رکھتی ہے

زندگی کے کسی پہلو کا بھروسہ نہ کرو
اچھے اچھوں کو یہ کر کے خراب رکھتی ہے

زندگی دنیا میں بس لا کے چھوڑ دیتی ہے
موت پل پل کے گزر کا حساب رکھتی ہے

راز دنیا یہ چلن اپنا کہاں بدلے گی
یہ کمنڈل میں زہر کی شراب رکھتی ہے

●

ابھی چہرے کا اس نے بھولپن کھویا نہیں تھا
وہ باشندہ ہی اس دنیا کا تو گویا نہیں تھا

پڑی تھی درد کی وہ جھریاں چہرے پہ گہری
لگا جیسے وہ برسوں سے کبھی سویا نہیں تھا

وہ ڈرتا تھا کہ رونے کی سزا بھی ہو گی شاید
یہی رو رو کے کہتا تھا کہ وہ رویا نہیں تھا

سمجھ آتا کسی کو بارِ غم اس کا تو کیسے
کسی نے لاش کو اپنی کبھی ڈھویا نہیں تھا

وہ دکھ آنکھوں میں لے کر جس طرح سے ہنس رہا تھا
میں اپنے بھی غموں پر اس طرح رویا نہیں تھا

کھلے نہ پھول، نہ پتے، اگے کانٹے ہی کانٹے
یہ تو نے رازؔ ایسا بیج تو بویا نہیں تھا

●

ہوا یہ کہ جیسے خدا سے ملا تھا
میں کل رات شاید بہت پی گیا تھا
میں جب پی رہا تھا پئے جا رہا تھا
وہ تھا کون جو مجھ کو سمجھا رہا تھا
جو رو رو کے پاگل ہنسے جا رہا تھا
وہ میرا اگر دل نہیں تھا تو کیا تھا
نہ دل کو خبر تھی نہ مجھ کو پتہ تھا
محبت کی تقدیر میں کیا لکھا تھا
وہ اک شمع تھی اور میں اس کا شعلہ
وہ روشن رہے اس لیے میں جلا تھا
وفاؤں کی منزل میرے سامنے تھی
بہت ٹیڑھا میڑھا مگر راستہ تھا
بنا ڈالا شاعر تجھے رازؔ کس نے
بتا دے ہمیں حادثہ کیا ہوا تھا

●

زندگی ہم تجھے مہکا کے بکھر جائیں گے
یاد کر کر کے ہمیں لوگ سنور جائیں گے

جب اٹھیں گے تیرے محشر میں ہم انصاف طلب
دیکھ کر ہم کو کئی چہرے اتر جائیں گے

عمر بھر اپنی ہی دہشت میں گرفتار رہے
جی نہ پائے کبھی اس ڈر سے کہ مر جائیں گے

ذہن سہمت نہ ہوا آج تلک دل سے کبھی
کشمکش ایسی ہے اب جی سے گزر جائیں گے

رازؔ ہر صبح بس اب ایک خیال آتا ہے
کب ہمیشہ کے لیے رات کے گھر جائیں گے

●

جتنا سلجھایا اِسے اُتنا ہی الجھی زندگی
الجھنوں کی بن گئی زنجیر اپنی زندگی

اک تو تیری جستجو تھی اور میری آوارگی
کیا کہوں کن مرحلوں سے کیسے گزری زندگی

کھا کے قسمیں پیار کی جب بے خطا توڑی گئیں
پھر ادھوری سی رہی ساری کی ساری زندگی

خواہشوں میں موت کو بھی اب تو شامل کر لیا
اب کسے پرواہ یہ کیا دے گی نہ دے گی زندگی

موت کا کیا ہے اسے تو تم منا سکتے بھی ہو
پھر نہیں مانے گی جو اک بار روٹھی زندگی

کیسے خالی پیٹ بچوں کو سُلا دیتی ہے ماں
کاٹ کر دو دن تو دیکھو مفلسوں کی زندگی

سیج کے سب پھول جب سوکھے تو کانٹے رہ گئے
جتنا بہلایا اسے اتنا ہی اُوبی زندگی

چند سکّے لے چلو خوشیوں کے تم بازار میں
آج کل کم دام میں بکتی ہے غم کی زندگی

اپنا سب کچھ اس کے قدموں پر لٹا ڈالا مگر
ایک دن کیا آنکھ جھپکی اٹھ کے چل دی زندگی

زندگی یوں کٹ گئی ہے رازؔ جیسے خواب تھا
اب ہے اک تصویر دھندلی سی' پھٹی سی زندگی

●

جہاں کی بھیڑ میں جو بھی ملا' ملا تنہا
سفر میں ساتھ تھے سب پر ہر ایک تھا تنہا

ستارے لاکھ چلے اس کے ساتھ ساتھ مگر
سحر کے ہوتے ہی پھر آسماں ہوا تنہا

یہ ایک قطرے کی کوشش تھی بس سمندر میں
وہ بادلوں میں اُڑا تو' مگر گرا تنہا

اک حادثہ تھا وہ جس نے ملا دیا اس سے
وہ میرے ساتھ رہا اور میں رہا تنہا

غموں نے مجھ کو بنا ہی دیا تیرے قابل
خوشی ملی تو میں کترا کے چل دیا تنہا

سبھی تھے اپنے جو بیٹھے تھے گھیر کر مجھ کو
کوئی نہ ساتھ ہوا اٹھ کے جب چلا تنہا

جنونِ رازؔ کی شدت تھی دیکھنے جیسی
وہ ایک آئینہ لے کر بہت ہنسا تنہا

●

وقت کے ساتھ بدلتے ہیں ہمارے رشتے
بس ضرورت کے زمانے میں ہیں سارے رشتے

کوئی تحفہ بھی ضروری ہے چلانے کو انہیں
چل نہیں پاتے ہیں رشتوں کے سہارے رشتے

ٹوٹ بھی جائیں مگر ٹوٹ کے جُڑ جاتے ہیں
جیسے دریا سے نبھاتے ہیں کنارے رشتے

خون کے، دل کے، وفا کے یا کوئی اور سہی
جب بھی بگڑے ہیں تو پھر کس نے سنوارے رشتے

ایسے رشتے کہ جو بے نام ہیں بے منزل ہیں
یہی بس ساتھ نبھاتے ہیں بے چارے رشتے

جو بھی ملتا ہے، نیا رشتہ بنا لیتے ہو
رازؔ دُکھ دیتے ہیں پھر تم کو تمہارے رشتے

●

درد ہو گا تو کیا برا ہو گا
عشق کا قرض کچھ ادا ہو گا

خون سے جو خطوط لکھتا تھا
ہاں، وہی بے وفا ہنا ہو گا

گر عنایت کسی نے کی تجھ پر
اس میں اس کا ہی کچھ بھلا ہو گا

پھر یقیناً کوئی جفا ہو گی
اس کا وعدہ اگر وفا ہو گا

آج لگتا ہے سب ہمارے ہیں
کل ہمارا کسے پتہ ہو گا

دردِ بنیادِ زندگی ہے رازؔ
اس پہ کیسے محل کھڑا ہو گا

من کی چنگاری سے دل کو ہم ہر شام جلاتے ہیں
پھر ہم دل کی راکھ پہ غم کی چادر لے سو جاتے ہیں

سینے سے جب یاد اُمڈ کر آنکھوں تک آجاتی ہے
ذہن کو تھوڑا بھٹکا کر ہم ان کی یاد چھپاتے ہیں

دنیا کی اس وسعت میں اک مٹھی راکھ کی وقعت کیا
وقت کے کچھ جھونکے آتے ہیں، راکھ اُڑا لے جاتے ہیں

ہاتھ کی یہ ریکھائیں ہیں یا زنجیریں ہیں پیروں کی
راہ دکھائی دیتی ہے پر پاؤں نہیں اٹھ پاتے ہیں

رازؔ سہم جاتے ہیں ہم تو، جب کوئی تعریف کرے
کالے سے جو دل پر تل ہیں نظر کے وہ آتے ہیں

●

عرصہ ہوا ہے اب وہ بلاتا نہیں ہمیں
اتنا خفا ہوا کہ ستاتا نہیں ہمیں

اس سے ملے بغیر بھی بے چین تھے مگر
اب چین اس سے مل کے بھی آتا نہیں ہمیں

ہم غم پہ ہنس رہے ہیں اسے ہم سے کیا ملا
کیوں پھر بھی چھوڑ کر کہیں جاتا نہیں ہمیں

پیتے ہیں اس کی یاد میں تاریکیوں کے جام
اس میکدے سے کوئی اٹھاتا نہیں ہمیں

ہم زندگی کی کون سی منزل پہ آ گئے
کوئی سکون راس ہی آتا نہیں ہمیں

کیا رازؔ اپنے دل میں بھی بارود تو نہیں
اب کیوں خدا بھی خود سے ملاتا نہیں ہمیں

گھٹاؤں سے تو نظر کا میری پیام تو لے
کہ حسرتوں کا میری آخری سلام تو لے

خدا سنا ہے کہ ملتا ہے درد مندوں کو
ملے ہیں غم بھی تو کچھ ان غموں سے کام تو لے

شراب کتنی ہے کڑوی یہ بھول جائے گا
تو میرے خونِ غمِ دل کا ایک جام تو لے

بُنے تھے مکڑی کے جالے جو اپنے ہاتھوں سے
الجھ کے ان میں ذرا خود سے انتقام تو لے

بتا دے رازؔ کہ کس کس نے غم دیئے تجھ کو
کسی کا لے کہ نہ لے، تو خدا کا نام تو لے

●

میں سوچتا ہوں آج ہوا ہے یہ کیا مجھے
زخموں کو چھیڑ کر جو ملا ہے مزا مجھے

سمجھا تھا معتبر میں جسے اپنا مہرباں
اس نے ہی راز کھول کے رسوا کیا مجھے

ہر روز تیرا کہنا کہ خوابوں میں آئیں گے
اس بات نے تو اور نہ سونے دیا مجھے

ممکن نہیں ہے غم سے تیرے بے خبر رہوں
تیرے ہی غم سے ہے میرے دل کا پتہ مجھے

جب دفن ہو چکا تو دعائیں ملیں بہت
اب کیا لگے گی خاک کسی کی دعا مجھے

اے رازؔ کیسے گزرا ہے راہِ حیات سے
تیرا یہاں کہیں نہ ملا نقشِ پا مجھے

●

مجبوریوں میں بک گئے کچھ مفلسوں کے تن
ان کو ہوس نے لوٹ لیا ڈال کر کفن
ہوتی رہیں شکار بھلے گھر کی عورتیں
من جل کے راکھ ہو گئے داغی ہوئے بدن
مجبور کرنے والوں پہ کوئی سزا نہ تھی
مجبورِ حال نے ہی کیا جرم بھی سہن
بچوں کی بھوک جن کو جگائے تمام رات
آنکھوں میں ایسی ماؤں کے کیسے نہ ہو تھکن
کی جس نے خالی پیٹ مشقت تمام دن
ماتھے پہ اس کے روشنی بن جاتی ہے شکن
چلتے رہے تو موت بچاتی رہی نظر
جب تھک گئے تو لُوٹ گئی ہم کو راہزن
یہ رونقیں، یہ شوخیاں، رنگینیاں، ہنسی
پردے میں ان کے راز چھپایا اداس من

گرتی ہے، لڑکھڑاتی ہے، چلتی ہے زندگی
ہر جینے کی امید پہ مرتی ہے زندگی

بچپن گیا، جوانی ڈھلی، ہو گئے بزرگ
اب لگ رہا ہے جیسے کہ اُڑتی ہے زندگی

کوئی نہ ساتھ آیا نہ جائے گا ساتھ بھی
کتنوں کو پھر بھی اپنا سمجھتی ہے زندگی

جب چھوڑ کے چلا ہے کوئی اپنا کسی کو
بدتر ہی جیسے موت سے لگتی ہے زندگی

تم راز سمجھتے نہیں، ہنستے ہو غموں پر
پوچھو تو ذرا لوگوں سے کیسی ہے زندگی

●

کولہو کے چکروں سی ملی زندگی ہمیں
کب سے ہیں گردشوں میں نہیں یاد بھی ہمیں

بکھرے ہوئے تھے آئینے سارے جہان میں
دیکھے جب اپنے عکس ہنسی آ گئی ہمیں

رشتوں کی چکّیوں میں تو ہم پس کے رہ گئے
رشتوں سے آج تک نہ ملا کچھ کبھی ہمیں

خنجر تھے آستین میں ہر خوش لباس کے
پھولوں میں جو چھپے تھے ملے خار ہی ہمیں

جو بھی ملا وہ خود تھا سہارے کی کھوج میں
ویسے ملے جہاں میں سہارے کئی ہمیں

گر کوئی نتیجہ ہی نکلنا نہیں تھا راز
کیوں ایسے امتحاں کی ملی زندگی ہمیں

●

ہم اپنی آرزوؤں پہ ہنس ہنس کے رو لیے
پھولوں کا اتنا شوق تھا کانٹے بھی بو لیے

جو بھی دِکھا اُداس گلے سے لگا لیا
رویا ذرا سا کوئی تو ہم اس کے ہو لیے

نظریں بچا کے ہم سے کوئی دور چل دیا
ہم نے اسی کے نام سے دامن بھگو لیے

تنہائیوں میں یاد کسی کی جو آ گئی
پھر سسکیوں کے تار میں آنسو پرو لیے

جو داغ پرستش میں لگے اپنی جبیں پر
وہ راز ہم نے اپنی وفاؤں سے دھو لیے

●

غم عاشقوں کا اگر ہم سفر نہیں ہوتا
فسانہ عشق کا کوئی امر نہیں ہوتا

غموں کی بھیڑ میں ملتا ہے جب بھی ملتا ہے
خدا کا دیر و حرم میں تو گھر نہیں ہوتا

کسی کا غم جو خوشی سے گلے لگاتا ہے
پھر اس پہ اپنے غموں کا اثر نہیں ہوتا

نظر ملا کے وہ محفل میں پھر کبھی نہ ملا
فسانہ اتنا کوئی مختصر نہیں ہوتا

جہاں میں رازؔ کے عشق نے سنوارا ہے
نہ کرتا عشق تو یوں در بدر نہیں ہوتا

●

زیست کو کیا کہہ کر سمجھائیں کیوں جینے کی چاہ نہیں
دو راہے ہیں' چوراہے ہیں لیکن اپنی راہ نہیں

یادوں کی رنگیں تصویریں اور اندھیرے آنکھوں میں
کھوئے خواب جہاں ڈھونڈیں ہم ایسی کوئی پناہ نہیں

چاند کو دیکھیں تو کرنوں کے تیر نظر میں چبھتے ہیں
جس پونم کی رات نہ روئے ایسا کوئی ماہ نہیں

لاکھوں کو دے لاکھوں غم اور پھر بھی ہو پوجا اس کی
لگ جائے اس پتھر کو جو ایسی کوئی آہ نہیں

رازؔ مزہ جب تک لے سکتے ہو تم لے لو دنیا میں
صبح کا بھولا شام کو لوٹے پھر وہ تو گمراہ نہیں

وہ جو آسماں سے بلند تھے وہی آسماں سے پھسل گئے
جو زمیں کی خاک میں پل گئے وہ تو آسماں بھی نگل گئے

مجھے ہم سفر تو ملے بہت، تھی سبھی کی چال الگ الگ
کئی پیچھے رہ کے بچھڑ گئے کئی دور آگے نکل گئے

جو بنا رہے تھے مجھے خدا، انہیں جب میں کچھ بھی نہ دے سکا
تو عجیب سا ہوا معجزہ، میرے نام سے بھی وہ جل گئے

کئی بن پئے بھی نشے میں تھے، کئی پی کے بھی رہے ہوش میں
تھے جو ہوشیار وہ گر گئے، جو تھے پی کے مست سنبھل گئے

میں ذرا سا تھک کے جو سو گیا، میرا کارواں ہی بدل گیا
کسی اور سمت میں چل پڑا میرے ہم سفر ہی بدل گئے

ایک نظم

کہیں پڑا ہے ٹھوکر میں اور کہیں بنا بھگوان ہے
واہ رے پتھر، واہ رے پتھر، تیرا کرم مہان ہے
پربت کی، دریا کی اور تو دھرتی کی بھی جان ہے
واہ رے پتھر، واہ رے پتھر، تیرا کرم مہان ہے

روپ رنگ ہے تیرے جتنے نہیں کسی کے اتنے
الگ الگ ہیں شکلیں تیری، تیرے وجود ہیں کتنے
ہیرے کی کھانوں میں تیری عجب انوکھی شان ہے
واہ رے پتھر، واہ رے پتھر، تیرا کرم مہان ہے

سنگ تراشوں سے کھدوا کر تو نے اپنا سینا
دنیا کو سکھلایا تو نے مر کے کیسے جینا
کھجوراہو، ایلورا، اجنتا سے تیری پہچان ہے
واہ رے پتھر، واہ رے پتھر، تیرا کرم مہان ہے

برف کی چادر اوڑھ کے جنمی تیری کوکھ سے ندیاں
جھرنے تیرے تن سے گزرے، گزریں کتنی صدیاں
پھر بھی تو پکّا ہے ایسا جیسے دھرم ایمان ہے
واہ رے پتھر، واہ رے پتھر، تیرا کرم مہان ہے

●

کیا کھو گیا ہے میرا یہ کیسی تلاش ہے
شاید مجھے جہان میں اپنی تلاش ہے

وہ سب ملے کہ ملنے سے جن کے نہ کچھ ملا
بس وہ نہیں ملا مجھے جس کی تلاش ہے

سب لوگ آسمان میں کچھ ڈھونڈ رہے ہیں
پر کوئی جانتا نہیں کس کی تلاش ہے

میں ڈھونڈتا ہوں آج تجھے' ایک دن مگر
ڈھونڈے گا مجھ کو تو میری ایسی تلاش ہے

انساں کے درد و غم سے ناواقف' نگر سے دور
بے کار جستجو ہے یہ جھوٹی تلاش ہے

ہر لمحہ ساتھ ساتھ تو تھی اپنی زندگی
کیوں رازؔ ہم کو پھر بھی اسی کی تلاش ہے

مر مر کر ہی جینا ہے تو جی کر بھی کیا کرنا ہے
ایسے ہیں حالات جہاں کے کیا جینا کیا مرنا ہے

جب سے چلنے لگے پتہ تھا موت تو اک دن ملنی ہے
دنیا کے جنگل میں اب اس رہزن سے کیا ڈرنا ہے

لاکھوں پھول اُگا لو ان کو، اشکوں سے سینچو لیکن
یا تو وہ توڑے جائیں گے یا پھر انہیں بکھرنا ہے

پیار، محبت، یاری، خوشیاں سب بارش کے پانی ہیں
دل میں بہتا ہے جو مسلسل درد و غم کا جھرنا ہے

نپی تلی ہے چال وقت کی پھر بھی ایک نہیں رہتی
سال تو جیسے گزریں پل میں، مشکل پل کا گزرنا ہے

دنیا کو برباد کریں گے، دنیا کے نیتا مل کر
راز جہاں میں درد بڑھیں گے کچھ بھی نہیں سنورنا ہے

کچھ غم کے سوا عشق کا حاصل نہیں ملتا
جو دل نہیں بدلے وہ کہیں دل نہیں ملتا

غم ہے وہ کہاں جس پہ کوئی جان لُٹا دے
غم اب کوئی مرنے کے بھی قابل نہیں ملتا

سب کی یہی کوشش ہے کہ ماضی کو بھلا دیں
غم سہنے کا احساس بھی کامل نہیں ملتا

بھر دے کوئی جھولی کسی انسان کے دل کی
ایسا بھی یہاں کوئی سَکھی دل نہیں ملتا

طاقت جنھیں مل جائے ترستے ہیں سکوں کو
جیسے کسی طوفان کو ساحل نہیں ملتا

کیا رازؔ کے دل میں ہے نہیں ذہن کو معلوم
وہ خود سے کبھی ان کے مقابل نہیں ملتا

●

تجھے ڈر ہے کوئی تو صاف کہہ' مجھے وعدہ کر کے دغا نہ دے
دے مجھے جو زہر بتا کے دے' تو ملا کے زہر دوا نہ دے

میری زندگی کی ہے راکھ یہ' ابھی گرم ہے اسے چھو نہیں
تو میرے نہ اتنا قریب آ' یہ تپش تجھے بھی جلا نہ دے

میں تو پھول تھا کہ جو کھل اٹھے' کوئی ٹکڑا ابر کا دیکھ کر
ذرا چشمِ نم سے تو دیکھ لے' مجھے تو برستی گھٹا نہ دے

میری روح' میرے ضمیر و دل' میرے ہم خیال ہیں سب کے سب
نہیں میرے ذہن میں کشمکش' تو بھی چھپ کے مجھ کو صدا نہ دے

مجھے پوچھتا ہے میں کون ہوں' کہاں رازؔ کیسے ملا تھا' کب
میرے دوست مجھ کو نہ آزما' میری سادگی کو سزا نہ دے

زخموں پہ میرے اب نہ لگاؤ کوئی مرہم
نکلے گا تو نشتر سے ہی نکلے گا میرا غم

کچھ اتنے ہوئے خشک ملاقات کے لمحے
پت جھڑ سا ہی لگتا ہے بہاروں کا بھی موسم

اب ذہن کو آرام نہ اس دل کو سکوں ہے
مل جائے مجھے چین نکل جائے اگر دم

سن کر کے یہ کس درد سے مجھ کو ملی نجات
خوش ہو کے گئے' آئے جو کرنے مرا ماتم

میں نے دیا سب کچھ جسے تا عمر وہی شخص
جب دے نہ سکا کچھ تو ہوا مجھ سے ہی برہم

ہم لوگ خدا بننے کی کوشش میں رہے راز
اب تک تو نہ بن پائے ہیں انساں بھی مگر ہم

مجھے کبھی تو میری کھوج کا ثواب ملے
خدا ملے جو کہیں مجھ کو بے نقاب ملے

ملا ہے تو مجھے بس حرفِ تسلی بن کر
کبھی تو مل مجھے جیسے کھلی کتاب ملے

کبھی تو گفتگو ایسی ہو درمیاں اپنے
میرے سوال سے پہلے تیرا جواب ملے

ملا ہے تو مجھے یوں زندگی کے صحرا میں
کہ جیسے پیاسے کو ہر گام اک سراب ملے

حقیقتوں نے اُڑا دی ہے نیند راتوں کی
عبادتوں میں یہ کیوں جنّتوں کا خواب ملے

جہاں میں اچھے، بہت اچھے لوگ ہیں لیکن
خراب رازؔ تھا اس کو سبھی خراب ملے

●

نہ جانے ہوا کیا میری زندگی کو
کبھی اس کے لب پر نہ دیکھا ہنسی کو

نیا ایک صدمہ دیا ہر کسی نے
کہاں تک میں بانٹوں جہاں میں خوشی کو

یہ لمحوں کی جو تتلیاں اڑ رہی ہیں
چلو آج یارو پکڑ لیں سبھی کو

نصیبوں سے ہم آج سب مل گئے ہیں
کریں جاوداں اس سہانی گھڑی کو

اگر دوستی راز رکھنی ہے قائم
تو مانگو نہ کچھ، دیتے جاؤ سبھی کو

مل گیا اس کو بھلا تجھ سا ہی چہرہ کیسے
رات تیری ہی طرح چاند ہنسا تھا کیسے

چاند سب کا ہے فضا ساری ہے روشن اس سے
وہ اندھیرے کا میرے بنتا بھی حصہ کیسے

دیکھ کر چاند میرے جام میں حیران ہوں میں
جو نہ آتا تھا کبھی آج وہ آیا کیسے

خشک آنکھوں میں میری کوئی تو جھرنا ہو گا
میں جو پتھر تھا تو پھر پھوٹ کے رویا کیسے

یاد لے کر میں تری جی سے گزر جاؤں گا
پھر نہ کہنا کہ تجھے میں نے بھلایا کیسے

چاہتیں تو تیری پتھر پہ لکیریں تھیں راز
صرف اشکوں سے انہیں تو نے مٹایا کیسے

●

وہ میرا تھا مگر میرا نہ ہوا
دل سے یہ غم کبھی جدا نہ ہوا

چار دن ساتھ تو رہا لیکن
خار سے پھول آشنا نہ ہوا

اب جدائی کا زہر پیتا ہوں
اشک بھی درد کی دوا نہ ہوا

اس کی ہر بات میں تجارت تھی
دل سے سودا دماغ کا نہ ہوا

آستیں میں وہ کچھ چھپائے تھا
دوست سے پھر بھی میں خفا نہ ہوا

بیج بوتے چلو محبت کے
راز پھر کچھ ہوا، ہوا نہ ہوا

●

تو بلائے گا سنور جائیں گے ہم
کون کہتا ہے کہ مر جائیں گے ہم

زندگی بھر ہم اندھیروں میں جیے
روشنی میں اب بکھر جائیں گے ہم

دوستی کے سب نتیجے مل گئے
پائیں گے دشمن جدھر جائیں گے ہم

جو ستاتے تھے قفس میں رات دن
رو رہے ہیں اب کہ گھر جائیں گے ہم

کچھ نہ دے پائے تو یہ جاں ہی سہی
تیری خاطر کچھ تو کر جائیں گے ہم

مت پلا ساقی ہمیں آبِ حیات
مر نہ پائے تو کدھر جائیں گے ہم

عمر بھر یہ وقت گزرا ہے پر اب
وقت ٹھہرے گا گزر جائیں گے ہم

زندگی کے رنگ تو پھیکے تھے راز
موت میں کچھ رنگ بھر جائیں گے ہم

●

دل کو کیا کہہ کر سمجھائیں دشمن اپنا یار ہو جب
درد سے کیسے جان بچائیں ظالم سے ہی پیار ہو جب

گھنٹوں اس کے سامنے بیٹھا' سمجھ نہیں پایا کچھ بھی
اس کے من میں کیسے جھانکیں پلکوں کی دیوار ہو جب

اپنے ہیں وہ جو راہوں میں گھات لگائے بیٹھے ہیں
کب تک' کیسے' کون بچے پھر' قدم قدم پر وار ہو جب

کیوں کر یہ دل ڈوب نہ جائے جب ایسے حالات بنیں
اشک کا دریا' درد کی کشتی اور غم ہی پتوار ہو جب

راز کہیں مل بھی جائے تو کھویا کھویا لگتا ہے
دنیا سے وہ خاک نبھائے خود سے ہی بیزار ہو جب

●

خود میں نے جسے نور دیا دور کھڑا ہے
میرا ہی وہ سایہ تھا جو اب مجھ سے بڑا ہے

رشتے تو سبھی ٹوٹ گئے دل کے پر اب بھی
ٹکڑا کسی زنجیر کا پاؤں میں پڑا ہے

کوشش تو بہت کی ہے مگر توڑ نہ پایا
پھندہ میری سانسوں کا گلے میں جو اَڑا ہے

آخر تو ملا دنیا سے کچھ قبر میں جا کر
پتھر یہ میرے نام کا جو اس پہ پڑا ہے

غلطی سے بھی بو دو گے جو کاٹو گے وہی راز
قدرت کا جو قانون ہے' دنیا سے کڑا ہے

زندگی کی ریت پر اک وقت کا گھر بن گیا
اور اک سپنوں کا مندر اس کے اندر بن گیا

فصلِ گل بھی تھی، صبا بھی، پر فضا مایوس تھی
آگیا اک شخص تو جنّت کا منظر بن گیا

راہ میں جب تک پڑا تھا دھول کا ذرّہ تھا وہ
کھا کے جب ٹھوکر اُڑا تو اک بونڈر بن گیا

آنکھ سے چھلکا وہ جب تک ایک بس قطرہ ہی تھا
ضبطِ دل کی تہہ میں آکر وہ سمندر بن گیا

یوں تو پیدائش سے انساں کوئی بھی ظالم نہیں
ظلم اکثر سہتے سہتے وہ ستم گر بن گیا

عشق میں بگڑی جو قسمت پھر نہیں بنتی کبھی
رازؔ شاعر بن کے بگڑا اور بگڑ کر بن گیا

●

مدتوں سوچا کیا کہنے کو کچھ
پھر بھی مجھ سے کیا بنا کہنے کو کچھ
جس کے منہ میں ہی زباں ہوتی نہ تھی
آج وہ بھی آ گیا کہنے کو کچھ
ضبط نے مجھ کو نہ کچھ کہنے دیا
درد تھا کب سے اٹھا کہنے کو کچھ
جو بھی آیا منہ میں وہ تم کہہ گئے
تم نے اب چھوڑا ہے کیا کہنے کو کچھ
تم نے جب ترکِ تعلق کر لیا
کیوں بچاتے ہو بھلا کہنے کو کچھ
وہ ملا لیکن میں کیا کہتا اسے
اس کے آگے تھا ہی کیا کہنے کو کچھ
کب تُو گزرے گا اِدھر سے اے خدا
میں ہوں صدیوں سے کھڑا کہنے کو کچھ
رازؔ اب کیا پوچھتے ہو موت سے
زندگی نے کیا دیا کہنے کو کچھ

●

سب اپنا ڈھونڈ رہے ہیں کے ملا اپنا
جسے سنوارا تھا وہ بھی کہاں رہا اپنا

کہاں ضروری ہے دنیا میں ہم خیال ہوں سب
مزاج اس لیے سب سے رہا جدا اپنا

وہ بے گناہ جو کل مر گیا فسادوں میں
نہ تھا ہمارا مگر وہ کسی کا تھا اپنا

جو میرے حال پہ رویا وہ ایک دشمن تھا
جو میرا دوست تھا منہ پھیر کر چلا اپنا

خدا کی طرح تھیں بے لوث چاہتیں اس کی
کبھی لگا وہ پرایا کبھی لگا ، اپنا

جو نہ ڈوبا کسی طوفان میں وہ دل تھا میرا
دل جہاں ڈوب گیا بس وہی ساحل تھا میرا

یہ بھی اچھا ہوا اس وقت ہی چمکی بجلی
کچھ تسلی تو ہوئی دوست ہی قاتل تھا میرا

آج محفل میں کسی کو بھی نشہ ہی نہ ہوا
مۓ میں لگتا ہے کہ خوں ہی نہیں شامل تھا میرا

دب گئی سکوں کی جھنکار میں پایل کی چھنک
جب وہ ٹوٹا تو پتہ ہی نہ لگا دل تھا میرا

جس کے ہر لفظ میں تھا ذکر مسلسل تیرا
ایک افسانہ وہی سننے کے قابل تھا میرا

زندگی ایک تماشے کی طرح گزری ہے
کیا کہوں راز میں کیا زیست کا حاصل تھا میرا

یہ کیسی بھوک ہے ہنس کر بشر ٹھوکر بھی کھاتا ہے
وہ جذبہ کون سا ہے جس میں غم بھی مسکراتا ہے
لکھی ہے کیسے ہر پتّے کی قسمت کس نے پیڑوں پر
جو پتہ سوکھ جاتا ہے وہ خود ہی گر بھی جاتا ہے
جہاں میں اپنی ہستی صرف اک ذرّے کے جیسی ہے
یہ کس کا نور ہے جو میرے اندر جگمگاتا ہے
کہاں سے بیج بن جاتا ہے کیسے فصل پکتی ہے
ملن کیسا یہ ہوتا ہے جو دنیا کو چلاتا ہے
سمندر کروٹیں لیتا ہے اور موسم بدلتے ہیں
بدلتا کچھ نہیں لیکن جو جاتا ہے پھر آتا ہے
کوئی چھوٹا سا پودہ جب بڑا سا پیڑ بن جائے
تو کیوں چھوٹا سا پودہ اس کے نیچے سوکھ جاتا ہے
کروڑوں لوگ ہیں دنیا میں پر اپنا نہیں کوئی
یہ باتیں رازؔ لیکن، کیوں زمانے کو بتاتا ہے

تیرے غم کو میں نے ڈھونڈا میرے یار زندگی بھر
کبھی تیرے دل میں آ کر کبھی تجھ سے دور جا کر

تیرے درد و غم کے دھاگوں کا بنا کے تانا بانا
تیری الجھنوں سے بُن لی میں نے زندگی کی چادر

کئی دشت اور صحرا، کئی وادیوں سے گزرا
تیرے آستاں پہ آ کر، میرے دل نے کھائی ٹھوکر

تجھے بھولنے کی ضد میں تجھے یاد کر کے رویا
مجھے کیا پتہ تھا ہو گا میری آنکھ میں سمندر

میرے پاؤں میں تھے چھالے مجھے تب پتہ لگا یہ
تو نے پیار سے جو دیکھا میرے سر پہ ہاتھ رکھ کر

تو نے راز اب تو دیکھا تیری کھوج کا مقدر
تجھے جب ملا خدا تو ملا وہ بھی بن کے پتھر

ہیں گردش میں ستارے آسماں کے
کہیں کیا، ہم ہیں باشندے کہاں کے

ہمیں تھا ناز جن پر دوستی کا
ہمارے آج ہیں دشمن وہ جاں کے

اسیری میں بھی مر مٹنے کی جرأت
غضب کے حوصلے ہیں ناتواں کے

خلاؤں کی اگر سوچو گے وسعت
تو کیا ہیں قد زمین و آسماں کے

بھلا دو گے ہر اک تلوار و خنجر
جو دیکھو گے کبھی نشتر زباں کے

سنبھلنا رازؔ تعریفوں کے پُل پر
یہ ہوں گے پینترے سب مہرباں کے

●

سب چلے آؤ بزمِ رنداں ہے
جھومو، بل کھاؤ بزمِ رنداں ہے
سب یہاں دوست یار بیٹھے ہیں
دل کو بہلاؤ بزمِ رنداں ہے
کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے یہاں
سب سمجھ جاؤ، بزمِ رنداں ہے
کل زمانے سے جا کے ٹکرانا
جام ٹکراؤ بزمِ رنداں ہے
تم کو گھر میں سکوں نہیں ملتا؟
تم بھی آ جاؤ، بزمِ رنداں ہے
اپنے اپنے الگ گانے
مل کے سب گاؤ، بزمِ رنداں ہے
راز جانے دو، تھوک دو غصہ
اٹھ کے مت جاؤ، بزمِ رنداں ہے

جان بوجھ کر لوگ یہاں جھوٹی باتیں کر جاتے ہیں
سچ تو یہ ہے، 'کڑوا ہے سچ' کہنے سے ڈر جاتے ہیں

ہم نے ضمیروں کی لاشوں کو دفناتے بھی دیکھا ہے
تن زندہ رکھنے کی خاطر من کیسے مر جاتے ہیں

بھیک مانگتے چھوٹے ہاتھوں کو کیسے دیکھیں
جن کے لیے گھر اک سپنا ہے دن بھر در در جاتے ہیں

اشک غریبوں کے ہیں جن سے میل جہاں کی ڈھلتی ہے
کس کی تجوری ہے جس میں گیلے موتی بھر جاتے ہیں

راز یقیں کرنا پڑتا ہے قسمت کی بھی باتوں کا
مر جاتے ہیں بھوک سے انساں اور گدھے چر جاتے ہیں

●

سب نے ڈھونڈا ہے مگر اس کا پتہ پایا نہیں
ہر جگہ اس کا ہے گھر پر کوئی جا پایا نہیں

سینکڑوں سوچوں میں بھٹکی نیند میری عمر بھر
آ گئی جب نیند تو کوئی جگا پایا نہیں

درد کیا ہوتا ہے کوئی پوچھتا تھا بار بار
درد جس کے دل میں تھا وہ کچھ بتا پایا نہیں

ہو تو سکتی ہے خدا سے دیر کچھ انصاف میں
کون ہے لیکن جو کرنی کی سزا پایا نہیں

جس کو دیکھو بات کرتا ہے نفعِ نقصان کی
رازؔ اس بابت میں تو کوئی جدا پایا نہیں

ان کے ہم ہو گئے ہیں دیوانے
اب تو آگے کی بس خدا جانے

رات کٹتی ہے سوچ کر جن کو
لوٹ کر اب وہ دن نہیں آنے

شمع، پھر کس لیے جلے گی تُو
گر جلا دے گی سارے پروانے

جب بھی مرنے کی آرزو کی ہے
زندگی چل پڑی ہے سمجھانے

بے وفا، تجھ کو بھول جائیں مگر
کیا کریں دل اگر نہیں مانے

رازؔ اپنا بنا کے دُنیا کو
غم سے کیسے رہو گے بیگانے

ساتھ کب تک نبھائے تنہائی
وہ نہ آئے، نہ موت ہی آئی

عشق اک روز مہربان ہوا
مل گئی عمر بھر کی رسوائی

بے وفائی جو کر رہے تھے وہی
آج کہتے ہیں ہم کو ہرجائی

ہم نے کوشش تو کی بہت لیکن
وہ جو تھی بات پھر نہ بن پائی

اب تو خود سے بھی مل نہیں پاتے
جب سے ان سے ہوئی شناسائی

آج وہ بھی تو بن گئے دشمن
راز بنتے تھے جو سگے بھائی

زندگی موت کے دیکھے گی نظارے کب تک
غم کی کشتی کو ملیں گے نہ کنارے کب تک

پیٹ میں بھوک ہے اور چھین کے کھانا ہے گناہ
صدق وایمان سے یوں ہوں گے گزارے کب تک

زخم سے گہرا ذلالت کا کوئی گھاؤ ہو جب
نہ بھریں آہ بھی ہم شرم کے مارے کب تک؟

اپنی مرضی سے تیری دنیا میں کون آیا ہے
جس کو بھیجا ہے وہ اب تجھ کو پکارے کب تک

تجھ کو جانا تھا تو یادیں بھی تیری لے جاتا
اب بتا رازؔ جئیں غم کے سہارے کب تک

تم نے ہمیں چھوڑا تھا جہاں ہم ہیں وہیں پر
اب ہم تو جئیں گے بھی مریں گے بھی یہیں پر

ساحل پہ تیرے آ کے جلا ڈالی ہے کشتی
اتریں گے قیامت میں بھی ہم تیرے یقیں پر

کیا ذہن سے سب پاپ کے دھبے بھی دھل گئے
کچھ داغ نظر آتے ہیں سجدوں کے جبیں پر

چھپ جاتا ہے بادل میں قمر دیکھ کے تجھ کو
یہ دیکھ کے اک چاند ہے تجھ سا بھی زمیں پر

چاہے گا تجھے کون یوں دیوانوں کے جیسا
مجھ سا تو کوئی رازؔ ملے گا نہ کہیں پر

غموں نے میرے مقدر میں گھر بنایا ہے
تمہیں بتاؤ یہاں کوئی غم پرایا ہے؟

بڑی خوشی سے غموں کو میں دل میں رکھتا ہوں
کبھی گیا ہی نہیں غم یہاں جو آیا ہے

امر کیا ہے غموں کو یوں اپنے سینے میں
کبھی لہو، کبھی آنسو انہیں پلایا ہے

وہ کرب و غم جو تیرے عشق کی عنایت ہیں
اُنہیں چراغوں سے ہم نے یہ گھر سجایا ہے

ہر ایک غم کو میں خوش آمدید کہتا ہوں
غموں نے رازؔ میرا ساتھ جو نبھایا ہے

●

دل کی تباہیوں میں تو کوئی کسر نہیں
غم ہم سفر ہے اور کوئی ہم سفر نہیں

ان کے بغیر ہم نہیں چلتے تھے دو قدم
اب کوئی ساتھ ہے کہ نہیں کچھ خبر نہیں

کل شام جب وہ جانے لگے تب لگا پتہ
ایسی بھی ایک شام ہے جس کی سحر نہیں

وہ ڈر رہے ہیں آج محبت کے نام سے
کل تک تھا جن کے دل میں کسی کا بھی ڈر نہیں

دیتے تو ہیں دعائیں تمہیں بھی خوشی ملے
پر رازؔ کی دعاؤں میں اب وہ اثر نہیں

سفر میں ہے مسافر ڈھونڈتا ہے ہم سفر کوئی
ہزاروں ساتھ ہیں یوں تو، نہیں اپنا مگر کوئی

سفر کی داستانیں سن کے یہ محسوس ہوتا ہے
لُٹا ہے راہ میں بس وہ، تھا جس کا راہبر کوئی

بہت چاہا زمانے میں کہ مل جائے کوئی ہم سا
ملے تو ہمنوا ہمدم، نہ پایا ہم نظر کوئی

ہے انساں وقت کی راہوں میں جیسے میل کا پتھر
نہ سمجھا ہے، نہ سمجھے گا یہ صدیوں کا سفر کوئی

کسی تاریک شب میں جب اُجالا ہو وفاؤں کا
تو وہ اک رات ایسی ہے نہیں جس کی سحر کوئی

کوئی بیٹھا ہے اوپر آسمانوں میں خدا بن کر
بھٹکتا پھر رہا ہے اس زمیں پر دربدر کوئی

غموں کی کھیتیاں پھیلی ہوئی ہیں رازؔ اب ہر سُو
سکوں کا پھل دکھے جس پر نہیں ایسا شجر کوئی

زندگی بھر میری سانسوں میں پلی تیری یاد
پھر میری قبر تلک ساتھ گئی تیری یاد

تجھ کو کھویا، تجھے ڈھونڈا بھی مگر تو نہ ملا
یہ بھی کیا کم ہے میرے دل کو ملی تیری یاد

اب بچا ہی نہیں خالی کوئی کونا دل کا
میرے ہر قطرۂ خوں میں ہے بسی تیری یاد

دل کو روندا، اسے کچلا، اسے برباد کیا
بس میرے دل میں بچا کچھ تو بچی تیری یاد

دل کے محلوں سے کئی بار نکالا بھی تجھے
کب مگر ذہن کے کھنڈروں سے گئی تیری یاد

دل کے آئینے میں رہتا ہے چھپا، عکس تیرا
رازِ آئینہ جو دیکھا تو دِکھی تیری یاد

میرا وہ ہو کے بھی مجھ سے بہت جدا نکلا
دلوں میں رہ کے بھی میلوں کا فاصلہ نکلا

میں چھوٹی چھوٹی سی خوشیاں بٹور کر خوش تھا
مگر نصیب کا دامن پھٹا ہوا نکلا

میں اس کے پنجرے میں رہ کر بھی خوش رہا لیکن
اُڑا ذرا سا جو ایک دن تو پر کٹا نکلا

جو چھپ کے رات میں آیا تھا قتل کرنے مجھے
نظر پڑی تو وہ ایک دوست ہی میرا نکلا

کسی نے رازؔ دیا میرے دشمنوں کا پتہ
پڑھا تو اپنے ہی گھر والوں کا پتہ نکلا

تیرے ہی غم ہیں جنہوں نے مجھے برباد کیا
دل وہی تو نے اُجاڑا جسے آباد کیا

ملا مجھے میری سادہ دلی کا بس یہ صلہ
پر کتر کر مجھے صیّاد نے آزاد کیا

زخم ایسے دیئے تو نے جو عمر بھر نہ بھرے
جب بھی دیکھا کسی قاتل کو تجھے یاد کیا

ہر خوشی اپنی تیرے غم میں ڈبو دی لیکن
راز جب بھی کیا تو نے مجھے ناشاد کیا

درد میں ڈوب گیا ہے جو اسے دل سمجھو
بہت جو ہنس کے ملے، دوست وہ قاتل سمجھو

میں برے وقت کا مارا ہوں مگر زندہ ہوں
میرے حالات میں تقدیر کو شامل سمجھو

اک مسافر ہوں کہاں جانا ہے معلوم نہیں
رک گیا ہوں میں جہاں تم اسے منزل سمجھو

کشتیٔ زندگی ان وقت کے طوفانوں میں
ڈوب جائے گی جہاں بس وہی ساحل سمجھو

زندگی بھر کے تجربات سے جو شعر ملے
راز وہ دولتِ فنِ زیست کا حاصل سمجھو

ہم آج عشق و وفا کے صلوں کی بات کریں
اٹھاؤ جام کہ ٹوٹے دلوں کی بات کریں

یہ عشق ہوتا ہے طوفان بحرِ زیست میں دوست
چلو بھنور میں رہیں ساحلوں کی بات کریں

تمام رشتے یہاں پیروں کی زنجیریں ہیں
یہ توڑ پائیں تو ہم قافلوں کی بات کریں

وفا کی راہ میں ہیں درد و رنج و غم کے ہجوم
چھٹے یہ بھیڑ تو ہم منزلوں کی بات کریں

ہے ایسی رات یہ جس کی سحر بھی ہو کہ نہ ہو
گلے ملے تھے جو اُن قاتلوں کی بات کریں

شمع تو جل گئی چپ چاپ بزمِ رنداں میں
آؤ پروانوں کی اور محفلوں کی بات کریں

ملا تھا جو بھی وہ زخموں پہ زخم دے کے گیا
تو راز کون سے پھر سلسلوں کی بات کریں؟

●

مجھے اس جہان سے کیا ملا، میں نے اس جہان کو کیا دیا
جو ملا ہے زہر یہ زیست سے، وہی میں نے سب کو پلا دیا
مجھے دوست اتنے ملے یہاں، کہ میں خود سے خود ہی بچھڑ گیا
مجھے اپنے رنگ میں ڈھال کر، میرا رنگ سب نے مٹا دیا
مجھے منزلوں کی تلاش تھی، مجھے ایک دن سبھی مل گئیں
پڑیں ایسی پیچھے وہ سب میرے، کہ قدم قدم پہ ستا دیا
کوئی اتنا آیا قریب کہ، مجھے اس کا چہرہ نہ دکھ سکا
میرا دل چُرا کے وہ لے گیا، کہیں جا کے اس نے جلا دیا
مجھے جب تلک وہ ملا نہ تھا، مجھے درد و غم کا پتہ نہ تھا
چلا ایسا عشق کا سلسلہ، مجھے بار بار رلا دیا
میری آرزوؤں کی بھیڑ میں، میرے اپنے جانے کہاں گئے
میں اکیلا راہ میں رہ گیا، تو خدا نے خود سے ملا دیا
مجھے رازؔ ایسا گماں ہوا، میرے پیچھے کوئی کھڑا کھڑا
ہی کھاتہ میری حیات کا، لکھا اس نے سارا لیا دیا

•

دماغ اور دل رہیں جدا' یہ کیسے ہوتا ہے
اے دل کی کشمکش بتا' یہ کیسے ہوتا ہے
جو دل میں تھا زبان تک وہ آ گیا لیکن
لبوں نے کچھ الگ کہا' یہ کیسے ہوتا ہے
شریکِ زندگی کل تک جسے سمجھتا تھا
بنا وہ آج غیر کا' یہ کیسے ہوتا ہے
جو برسوں ساتھ رہا' آج برسوں بعد ملا
وہ اجنبی سا کیوں لگا' یہ کیسے ہوتا ہے
جو ہر گھڑی میرے دل کے مکاں میں رہتا تھا
اب اس کا کچھ نہیں پتہ' یہ کیسے ہوتا ہے
یہ فیصلہ تھا کہ اس سے نہیں ملوں گا کبھی
مگر رہا نہیں گیا' یہ کیسے ہوتا ہے
ہیں رازِ مستی میں کچھ لوگ جو نہیں پیتے
ہوا جو بن پئے نشہ' یہ کیسے ہوتا ہے

●

دل کبھی بے وفا نہیں ہوتا
وقت کا کچھ پتہ نہیں ہوتا

اپنی اپنی ہے سب کی مجبوری
دل کسی کا برا نہیں ہوتا

اپنا اپنا خیال ہے ورنہ
کچھ برا یا بھلا نہیں ہوتا

غم ہی اک دوست ہے ہمیشہ کا
زندگی بھر جدا نہیں ہوتا

خون دے دے کے میں نے سینچا ہے
ورنہ گلشن ہرا نہیں ہوتا

بٹ کے ہم لوگ رہ گئے ورنہ
اپنی دنیا میں کیا نہیں ہوتا

مے کشوں سے ہے رنگِ میخانہ
مے میں کوئی نشہ نہیں ہوتا

بھول جاتا نہیں وہ دے کے اگر
قرض مجھ سے ادا نہیں ہوتا

رازؔ مر مر کے لوگ جیتے ہیں
کیسے مانوں خدا نہیں ہوتا

باتوں باتوں میں فسانوں سے فسانے نکلے
یار مل بیٹھے تو یادوں کے خزانے نکلے

خود بھٹکتے تھے جو ہرجائی زمانے بھر کے
آج وہ رسمِ وفا ہم کو سکھانے نکلے

چوٹ کھائی تو زمانے کو برا کیوں کہنا
چوٹ کھائی ہے جہاں اپنے ٹھکانے نکلے

جب ہوئی دل میں کشش ایک نئی جنت کی
پہلی جنت سے نکلنے کے بہانے نکلے

آج میخانے میں ساقی تھا' نہ غزلوں کی مہک
دل کے کچھ ٹوٹے ہوئے جام پرانے نکلے

ایک ہی جگہ پہ اب کھاتے ہیں مالک' نوکر
اس زمانے کے لیے کتنے زمانے نکلے

رازؔ تو یاد نہ آیا کبھی ایسا بھی نہ تھا
بات جب غم کی چھڑی تیرے فسانے نکلے

تیرا ہی غم میری اب آبرو ہے
انہیں زخموں سے اب دل سرخرو ہے

کیا بھی چاک تو بے داغ نکلا
میرے دامن کا چرچا کو بہ کو ہے

تیرے غم پاس تو رہنے دے میرے
میرا ان سے جہانِ رنگ و بو ہے

چھپائے ہیں اندھیرے جب سے دل میں
اُجالا ہی اُجالا چار سو ہے

مجھے سب سے محبت ہے یہ سچ ہے
مگر دل میں بسا بس تو ہی تو ہے

یہ کیسا آئینہ سا دل ملا ہے
کہ دیکھوں جب بھی تو ہی روبرو ہے

پگھل جائے تیرا دل دیکھ کر جو
اک ایسے زخم کی اب آرزو ہے

وہ مل سکتا نہیں اب عمر بھر جو
اسی کی مجھ کو بھی کیوں جستجو ہے

سمجھتا کیوں ہے سب کو راز اپنا
دکھوں کی جڑ تو یہ تیری ہی خو ہے

●

اب اگر کوئی بھی خوشی ہو گی
اس کی یادوں سے ہی جڑی ہو گی

قتل کر کے گیا، پتہ نہ لگا
کیا کرامات اس نے کی ہو گی

نامہ بر سے خفا ہوا ہو گا
میری چٹھی بھی پھاڑ دی ہو گی

اٹھ کے راتوں کو بیٹھ جاتا ہوں
کہیں خوابوں میں کچھ کمی ہو گی

اب بھی رک رک کے اٹھ رہا ہے دھواں
آگ شاید نہیں بجھی ہو گی

وہ جو رو جائے میری میت پر
راز کو مر کے بھی خوشی ہو گی

●

یہ چاند اور ستارے کہاں سے آئے ہیں
خدا نہیں تو یہ سارے کہاں سے آئے ہیں

یہ رات بھر کے ہیں مہمان بس خلاؤں کے
یہ ظلمتوں میں بے چارے کہاں سے آئے ہیں

جھپکتی پلکوں سے لگتا ہے تھک گئے ہیں بہت
یہ کتنی صدیوں کے مارے کہاں سے آئے ہیں

بڑے سکون سے ہم ڈوب رہے تھے لیکن
امید کے یہ کنارے کہاں سے آئے ہیں

سفید بال ہوئے جھریاں پڑیں رخ پر
بتا یہ راز اشارے کہاں سے آئے ہیں

جہاں میں کاٹ دی ہم نے تو زندگی ایسے
بغیر جرم سزا کوئی کاٹ دی جیسے

تلاش ہم کو تھی جس دوست کی وہی نہ ملا
ملے ہیں لوگ ہمیں تو یہاں بہت ویسے

نہیں ہے عشق کی دولت سے بڑھ کے کچھ لیکن
سنبھالنے کو یہ دولت بھی چاہیے پیسے

ہجومِ غم تھا یہاں کیوں بلا لیا اس کو
خوشی ہے کونے میں سہمی ہوئی کھڑی جیسے

ابھی ابھی تو کہا تم نے تھک گئے ہو بہت
تو اٹھ کے چل دیئے تم رازِ یک بہ یک کیسے

وہ جس کے دل پہ خوشی کا اثر نہیں ہو گا
اسے جہان میں غم عمر بھر نہیں ہو گا

سبھی مرادیں اگر پوری ہو گئیں پھر بھی
مطمئن تو یہاں کوئی بشر نہیں ہو گا

جو کام کر کے بھی ہو گی نہ میسّر روٹی
دلوں میں کیسے بھلا پھر غدر نہیں ہو گا

بھوک انسان کو حیوان بنا ہی دے گی
کیا قہر ہوں گے خدا کا جو ڈر نہیں ہو گا

پڑوس میں کہیں چولہا جلا تھا کل شاید
جدھر سے آگ لگی میرا گھر نہیں ہو گا

تیرا وجود ہے کیا راز اس زمانے میں
یہاں نہ بدلے گا کچھ، تُو اگر نہیں ہو گا

●

جب بھی دیکھا کہ میری بزم میں تنہائی ہے
رقص کرتی ہوئی پھر یاد تری آئی ہے

میرے خوابوں میں مناسب نہیں آنا تیرا
میں نے تجھ سے نہیں ملنے کی قسم کھائی ہے

اے بہاروں میں مجھے چھوڑ کے جانے والے
صرف میری نہیں گلشن کی بھی رسوائی ہے

دل نے کچھ عشق سے لمحات چرائے تھے مگر
عمر بھر آنکھ نے رونے کی سزا پائی ہے

تم نے مرہم ہی کو دیکھا جو لگا تھا اوپر
کیا پتہ تم کو جو ان زخموں کی گہرائی ہے

رازؔ وعدے تو کیے کتنے وفاؤں کے مگر
وقت کی دھار ہمیں دیکھو کہاں لائی ہے

جھوٹی امیدوں سے بہلائے ہوئے
زندگی کے ہم ہیں بہکائے ہوئے

ڈرتے ڈرتے کاٹ دی یہ زندگی
موت سے ہر لمحہ گھبرائے ہوئے

خواہشوں کی دلدلوں میں پھنس کے اب
کیوں نتیجوں پر ہیں جھنجلائے ہوئے

کیوں کھڑی لگتی ہے وہ ہر موڑ پر
کیا ہیں منزل کے قریب آئے ہوئے

ختم ہی کرنا ہے تو اک بار کر
ہم بھی مر مر کے ہیں تنگ آئے ہوئے

آخری شب اور یہ غفلت کے راز
اوڑھنے کو کچھ نہیں لائے ہوئے

میں ڈھونڈتا ہوں جسے وہ سفر میں رہتا ہے
دکھائی دے کہ نہ دے وہ نظر میں رہتا ہے

وہ دیکھتا بھی ہے ایسے کہ جانتا ہی نہیں
میں ہوں کہ جیسے وہ جان و جگر میں رہتا ہے

گو زخم بھر تو دیئے وقت کے مرہم نے میرے
پر ان کا عکس میری چشم تر میں رہتا ہے

مٹا دیئے تو سبھی، پر وہ پہلے عشق کا درد
ہے ایک درد جو اب تک جگر میں رہتا ہے

کسی کے دل میں محبت ہو یا نہ ہو، لیکن
ذرا سا خوفِ خدا ہر بشر میں رہتا ہے

کہیں سکوں نہیں ملتا ذہین لوگوں کو
یہ رازِ ذہن مسلسل سفر میں رہتا ہے

وہ جو شخص ہم کو عزیز تھا اسے کیا ہوا وہ کہاں گیا
اے خدا ذرا سا تو کچھ بتا اسے کیا ہوا وہ کہاں گیا

اسے دیکھ پاؤں میں اک نظر، محض اک نظر، فقط اک نظر
ہو وہاں کا کوئی تو راستہ، اسے کیا ہوا وہ کہاں گیا

وہ جو عمر بھر میرے ساتھ تھا، میری روز جس سے تھی گفتگو
مجھے ایک بار تو دے صدا، اسے کیا ہوا وہ کہاں گیا

وہ گیا ہے جس بھی جہان میں، وہ نہیں خدا کا جہان کیا
کیوں ہے چپ وہ کیوں نہیں بولتا، اسے کیا ہوا وہ کہاں گیا

وہ گیا ہے کون سی راہ سے، کہ نہیں ہے آنے کا راستہ
جو گیا تو کیوں نہیں آ سکا، اسے کیا ہوا وہ کہاں گیا

جو چلا گیا سو چلا گیا، وہ جو رہ گیا ہے وہ کیا کرے
وہ تو جب بھی دیکھو ہے سوچتا، اسے کیا ہوا وہ کہاں گیا

بڑی بے ادب ہے یہ موت بھی کہ بنا بتائے ہی آئے ہے
جو بھی اس کے ساتھ چلا گیا، اسے کیا ہوا وہ کہاں گیا

کون گاؤں سے آئے ہیں ہم، گاؤں کون سے جانا ہے
بھٹک رہے ہیں، پتہ نہیں کچھ، ہر رستہ انجانا ہے

چھوڑ کے آئے دودھ کی ندیاں، چلے تھے ہم جس گاؤں سے
اب تو شہروں میں رہنا ہے، چھین جھپٹ کر کھانا ہے

امیدوں کے تیر چلائے خواہشات کے جنگل میں
کوئی نہ تیر لگا پر مانیں کیسے غلط نشانہ ہے

دوست یہاں دشمن جیسے ہیں، پیار میں بھی مکاری ہے
ان لوگوں سے جھگڑا کیسا، ان کا ساتھ نبھانا ہے

آنکھ موند کر بیٹھ گئے ہم، گیان دھیان کی باتوں میں
سوچ کہیں تھی، دھیان کہیں تھا، کس کو کیا سمجھانا ہے

چلئے راز اکیلے چلئے ساتھ نہ کوئی جائے گا
جون گاؤں اب تم جاؤ گے، ساتھ بھی کس کو آنا ہے

●

آج جنت کے ڈھونڈتا ہوں نشاں
کل تلک تو میرا یہیں تھا مکاں

ایک دن تم جہاں ملے تھے مجھے
کب سے بیٹھا میں دیکھتا ہوں وہاں

آگ دل کی بجھی نہ اشکوں سے
میری سانسیں ہیں اب دھواں ہی دھواں

سہے دیکھا جو اس کو محشر میں
دیئے اپنے خلاف میں نے بیاں

رازؔ عرصے سے ایک تھی خواہش
میری غزلیں ہوں اور اس کی زباں

رازِ الفت کسی حرکت سے بیاں ہوتا ہے
جب وہ سرکائے دوپٹہ تو عیاں ہوتا ہے

جب سکھاتے ہیں نہا کر وہ نشیلے گیسو
ایک ٹھہرے ہوئے جھرنے کا گماں ہوتا ہے

عشق ہو جائے تو پھر کچھ نہیں آتا ہے نظر
آگ دہکتی ہے کہ اتنا دھواں ہوتا ہے

داغِ دل، زخمِ جگر، خونِ وفا کے دھبے
جو بھی مل جائے محبت کا نشاں ہوتا ہے

رازؔ تم عشق کی باتیں نہ کسی سے کرنا
عشق والوں کا ہی دشمن یہ جہاں ہوتا ہے

●

یوں بسر ہم نے زندگی کر لی
جیسے ماتم سے دل لگی کر لی

دیکھ کر بے وفائی پھولوں کی
ہم نے کانٹوں سے دوستی کر لی

سب اُجالے بکھر گئے اپنے
گھر میں خود ہم نے تیرگی کر لی

دوستی اس سے کی سو کی لیکن
اپنے دل سے تو دشمنی کر لی

وقت سے پہلے موت بے بس ہے
جب یہ جانا تو خودکشی کر لی

رازؔ انسان ہی تو تھا آخر
جو خطا اچھی لگ گئی کر لی

دے گیا ایسی اک صدا کوئی
زندگی سے جدا ہوا کوئی

دل کے صحرا میں قافلہ غم کا
منزلوں کا نہیں پتہ کوئی

اپنا دل جس کو بدعا دے گا
کام کیا آئے گی دعا کوئی

زندگی سے بھی کیا بلا تھا، دوست
موت سے کیا کرے گلہ کوئی

شدتِ عشق ہی بنی دشمن
شک کے شعلوں میں جب جلا کوئی

آج کل رازؔ سزا ملنے کو
کچھ ضروری نہیں خطا کوئی

یہ دردِ دل، یہ غمِ عشق کا گلہ کیا ہے
یہ غمِ شکستِ انا کے سوا بتا کیا ہے

وہ خوش ہوا ہے اگر تجھ سے بے وفا ہو کر
تو کیوں اداس ہے تُو، یہ تیری وفا کیا ہے

خوشی تلاش نہ کر دوست، اس زمانے میں
جو چیز ہی نہیں دنیا میں ڈھونڈتا کیا ہے

سزا جو ملنی ہے پچھلے جنم کے کرموں کی
تو اس جنم میں بھلا اچھا کیا، برا کیا ہے

فضول روتا ہے تسکین کے لیے ناداں
بتا کہ رونے سے اب تک تجھے ملا کیا ہے

اگی ہے گھاس اَنا کی زمینِ فطرت پر
شجر ہے پیار کا گر راز تو اَنا کیا ہے

عادتاً روز بھرے زخم سیا کرتا ہوں
میں بھلا کر بھی اسے یاد کِیا کرتا ہوں

آزماتا ہوں، مرا ہوں کہ ابھی زندہ ہوں
خود کو رہ رہ کے میں آواز دِیا کرتا ہوں

میں ہوں اب ایک مجسم تیری یادوں کا چراغ
اپنے ہی خون سے روشن جو کِیا کرتا ہوں

اب سحر سے ہی وہ اک آگ لگا دیتی ہے
غم کے پیالوں سے جو ہر شام پیا کرتا ہوں

موت مشکل نہیں اور زندگی آسان نہیں
روز مرتا ہوں میں اور روز جِیا کرتا ہوں

ٹوٹ جائیں تو بڑھے اور بھی شدت جن کی
ایسے رشتوں کو میں انجام دِیا کرتا ہوں

درد و غم، عشق و وفا، گردشِ دوراں کے لیے
رازؔ دل سے میں بہت کام لِیا کرتا ہوں

ذرا سنوار لے زلفیں تو پریشاں کیوں ہے
تو میرے درد کے جھونکوں سے پشیماں کیوں ہے
گلہ کیا تھا میرے زخمِ دل کا کب میں نے
بتا اے دوست میرے، مجھ سے بدگماں کیوں ہے
ذرا سا دل ہی جلا اور تو ہوا کیا ہے
یہ پھر جہان میں ہر سُو دھواں کیوں ہے
کیا ہے عشق تو خودداریوں کا کیا جھگڑا
اَنا کا پردہ بھی یہ اپنے درمیاں کیوں ہے
جہاں میں زیست کا گر ایک ہی نتیجہ ہے
تو ہر قدم پہ نیا ایک امتحاں کیوں ہے
زمیں میں دب کے ہی تاحشر اب جو رہنا ہے
تو یہ زمیں پہ میرے نام کا مکاں کیوں ہے
اگر بچا نہیں سکتا ہمیں وہ ظلموں سے
تو رازؔ اتنا بڑا سر پہ آسماں کیوں ہے

مر چکا ہوں میں، گلے سے نہ لگائے کوئی
اب تو جینے کا نہ احساس دلائے کوئی
جب کیا چاک گریباں تو نہ روکا مجھ کو
اب پھٹا میرا کفن بھی نہ سلائے کوئی
دل میں نفرت ہے لبوں پر ہیں سہانی باتیں
مجھ کو دنیا کے فریبوں سے بچائے کوئی
مجھ پہ جینے کی دعاؤں کا اثر کیا ہو گا
جس سے مر جاؤں دوا ایسی پلائے کوئی
زندگی درد ہے، میں درد کا افسانہ ہوں
جو ہوا ختم بس اب شمع بجھائے کوئی
اب جہاں ہوں میں وہاں سے کوئی رستہ ہی نہیں
میری منزل کا پتہ اب نہ بتائے کوئی
رازؔ رویا تو بہت پیاس نہ آنکھوں کی بجھی
یار کو میرے ذرا ڈھونڈ کے لائے کوئی

●

دو اپنی مے تو مجھے، چاہے اپنا جام نہ دو
تم آؤ دل میں رہو، چاہے اپنا نام نہ دو

جہاں کا ڈر ہے تو دل میں ہی یاد کر لو مجھے
سلام بھی نہ کرو تم کوئی پیام نہ دو

نہ دیکھو پیار سے مجھ کو تو کوئی بات نہیں
نگاہِ خاص تو دو، بس نگاہِ عام نہ دو

میری غزل تو سنو، بیٹھو میری محفل میں
بھلے ہی داد نہ دو تم کوئی انعام نہ دو

جو راز آ نہ سکو پاس، سامنے تو رہو
میں تم کو دیکھ نہ پاؤں بس ایسی شام نہ دو

●

عذر ہر بار ہو ان کو تو بلائیں کیسے
روز ہم ان کا یہ احسان اٹھائیں کیسے

جو انھوں نے نہ کہی اور جو ہم نے نہ سنی
رہ گئی دل میں ہی جو بات، بتائیں کیسے

اِس نے کھائے ہیں ہمارے لیے کتنے دھوکے
اب یقیں دل کو ہم اس بار دلائیں کیسے

آنکھ ہو جاتی ہے نم آتا ہے جب نام ان کا
ان کی تصویر ہے آنکھوں میں چھپائیں کیسے

چاندنی ہوتی تھی آنگن میں اُنہیں آنکھوں سے
اب دریچوں سے اندھیرے یہ مٹائیں کیسے

ہم نے پہلے ہی جلا ڈالا نشیمن دل کا
راکھ اب لوگ جلائیں تو جلائیں کیسے

ان کے جانے سے مریں گے تو نہیں رازؔ مگر
زندگی ہی نہ رہی جو، وہ بتائیں کیسے

●

اب سرابوں کا اثر صاف نظر آتا ہے
کھو گیا ہے وہ مگر صاف نظر آتا ہے

سوچنے سے وہ نظر آئے ' نہ آئے لیکن
بند آنکھیں ہوں اگر' صاف نظر آتا ہے

دھندلے دھندلے کئی چہرے ہیں میری آنکھوں میں
ایک چہرہ وہ مگر صاف نظر آتا ہے

پھر نہ زخمی کوئی ہو جائے نظر سے اس کی
اس کی آنکھوں میں یہ ڈر صاف نظر آتا ہے

کچھ الگ سا ہی وہ دکھتا ہے اُجالوں میں مجھے
میرے خوابوں میں وہ پر صاف نظر آتا ہے

بھولنے کی اسے کرتا ہوں میں جب بھی کوشش
ذہن پر دل کا اثر صاف نظر آتا ہے

رازؔ یادوں کے بھی اب سائے ہیں دھندلے دھندلے
ختم ہوتا یہ سفر صاف نظر آتا ہے

●

جہاں میں آج کسی کو کسی سے پیار نہیں
ضرورتوں کی تجارت میں کوئی یار نہیں

کھلے ہیں پھول کچھ اتنے جہاں میں کاغذ کے
بہار کا کسی گلشن کو انتظار نہیں

تھا وہ بھی وقت کہ باتوں پہ تھا یقین ہمیں
اب آنکھ سے بھی جو دیکھا ہے اعتبار نہیں

بتائیں کیا کہ اب حالات پر زمانے کے
یہ لگ رہا ہے خدا کا بھی اختیار نہیں

نہ جان دینا ابھی رازؔ دوستی میں کہیں
ابھی وفاؤں کا ماحول سازگار نہیں

پی کر جو جھومتا ہے خدا کے قریب ہے
مۓ جس کو مل گئی ہے وہ کیا خوش نصیب ہے

پینے کا ظرف جس کو خدا نے نہیں دیا
وہ شخص، کچھ بھی کہیے، بڑا بدنصیب ہے

مجھ جیسے گناہ گار سے کرتا ہے محبت
دیکھو تو دل خدا کا بھی کتنا عجیب ہے

ہم مۓ کشوں پہ خاص عنایات ہیں اس کی
بزمیں، نشستیں، محفلیں کس کا نصیب ہے

کچھ دے نہیں سکا ہے جو دنیا میں کسی کو
سب کچھ ہو اس کے پاس وہ پھر بھی غریب ہے

دل بھی یہ راز کیسا دیا ہم کو خدا نے
مانا ہے اس کو دوست جو اپنا رقیب ہے

●

ہر وقت سرابوں سے گزرتی ہے زندگی
ملتی ہے جب بھی پیاسی ہی ملتی ہے زندگی

تھک کر ہو چُور بھی تو یہ رکتی نہیں کہیں
سوتا بھی ہوں تو چلتی ہی رہتی ہے زندگی

روشن جہاں تو سارا اسی نے کیا مگر
ہر روز جیسے شمع ، پگھلتی ہے زندگی

کچھ غم کے سوا اس کو نہیں ملتا ہے پھر بھی
جینے کی ہی اداؤں پہ مرتی ہے زندگی

ہر چیز وہ انساں کی جو خوشیوں کو بڑھا دے
بس راز اسی چیز سے گھٹتی ہے زندگی

بات کب عشق کی ہونٹوں سے بیاں ہوتی ہے
عشق ہوتا ہے تو آنکھوں میں زباں ہوتی ہے
بولتے رہتے ہیں جب' کچھ بھی نہیں کہہ پاتے
بات جب بنتی ہے تب بات کہاں ہوتی ہے
اپنی اپنی ہے یہ توفیق کہ گزرے کیسے
یہ مگر سچ ہے کہ ہر رات جواں ہوتی ہے
ہو کے اپنا بھی جو بن جائے پرایا کوئی
پھر بہاروں کے بھی موسم میں خزاں ہوتی ہے
ٹوٹنے سے کسی دل کے جو دعا سی نکلے
کسی بربادِ محبت کی فغاں ہوتی ہے
شمعیں آنکھوں میں ہوں اور یادوں کے شعلے دل میں
رات پھر ہجر کی آہوں میں دھواں ہوتی ہے
نہ ہو طوفان کا ڈر اور نہ ساحل کی طلب
عشق کی راز وہی عمرِ رواں ہوتی ہے

زندگی کیا یہ زندگی ہو گی
غم نہ ہوں گے تو موت سی ہو گی
درد و غم اپنے چاند تارے ہیں
جب یہ نکھریں گے روشنی ہو گی
یہ جو زنجیریں ہیں امیدوں کی
ان میں الجھے تو بے کسی ہو گی
گردشِ غم بھی ایک نعمت ہے
جب گزر جائے غم ، خوشی ہو گی
بے خودی ہی میں وہ ملے شاید
عشق ہو گا تو بے خودی ہو گی
سب کے ہونٹوں پہ آئے گی لیکن
مسکراہٹ نہ ایک سی ہو گی
درد ہوتا ہے آئینہ غم کا
مت دکھا رازِ دل لگی ہو گی

●

آنکھ میری ہے نور تیرا ہے
تو میری رات کا سویرا ہے

میں نے کتنے دِیئے جلائے ہیں
زندگی میں مگر اندھیرا ہے

توڑ کر دے دیئے ستارے بھی
پھر بھی دنیا میں کون میرا ہے

کتنے پکّے محل بنا ڈالے
چار دن کا یہاں پہ ڈیرا ہے

دِل میں جو دے ذرا جگہ اس کو
رازؔ کا پھر وہیں بسیرا ہے

•

بے ساختہ جو آنکھ سے آنسو نکل گیا
پلکوں میں خواب پھر کوئی شاید پگھل گیا

تھے پیڑ خیالوں کے، امیدوں کے تھے جھولے
ٹوٹے وہ کیا، چمن کا ہی نقشہ بدل گیا

لب کھول کر ہنسا بھی تو شرما کے چپ رہا
دو روز پھول مہکا ، خزاں آئی ڈھل گیا

ہر شخص آیا دنیا میں لے کر خدا کا نور
پر موت کا اندھیرا سبھی کو نگل گیا

نفرت کی تھی، حسد کی یا شک و شبہ کی آگ
جس نے بھی دیں ہوائیں وہی ہاتھ جل گیا

ماضی میں بس سبق کے سوا اور کچھ نہیں
اب کچھ بھی دے نہ پائے گا وہ کل، جو کل گیا

اپنا بنا کے راز دغا دینے کی عادت
کھوٹا سہی یہ سکہ ، مگر خوب چل گیا

تھا تیرے شہر میں شاید نہ پرایا کوئی
میں نے لیکن یہاں اپنا بھی نہ پایا کوئی

اس طرح اشکوں میں ڈھالا ہے تیری یادوں کو
جب میں رویا بھی تو آنسو نہ بہایا کوئی

بزمِ تنہائی میں جلتے رہے یادوں کے چراغ
رات بھر محفلِ ہجراں میں نہ آیا کوئی

ٹیس جب بھی اٹھی سینے میں، دبا دیں آہیں
دل نے پر درد نہ آنکھوں میں چھپایا کوئی

ذہن کو راس کچھ آوارگی آئی ایسی
آشیاں ہی کہیں میں نے نہ بنایا کوئی

رازؔ خالی یوں ہوا دل یہ تیرے جانے سے
میری آنکھوں میں کبھی پھر نہ سمایا کوئی

نہ بدلے جو کبھی ایسا کوئی موسم نہیں ہوتا
خوشی کا ہو یا غم کا ایک سا عالم نہیں ہوتا

جو ڈوبے جا رہا ہے غم کے طوفاں میں، اسے پوچھو
کسی ساحل کا دِکھ جانا سہارا کم نہیں ہوتا

بھلا اس کا ہو جس نے دل ہمارا توڑ ڈالا تھا
کہ اب ٹکڑوں کے ٹکڑے ہوں تو کوئی غم نہیں ہوتا

ہیں کچھ وہ زخم جن کے واسطے نشتر ضروری ہے
پرانے زخم کا چارا کوئی مرہم نہیں ہوتا

کہو کچھ بھی اسے، الزام بھی اس پر لگے کوئی
جگر ہے راز کا یاروں سے وہ برہم نہیں ہوتا

جہانِ غم راز چھوڑ کر چل
ہر ایک حد اپنی توڑ کر چل

نہ ذہن کو چھیل دیں یہ کانٹے
تو دامنِ دل جھنجھوڑ کر چل

جو بچ گیا وہ بھی آزما لے
کہ زندگی کو نچوڑ کر چل

یہ راستوں کے فضول رشتے
مسافروں سے نہ جوڑ کر چل

کسی کے جو پڑھ کے کام آئے
وہ راز اک صفحہ موڑ کر چل

ایسا ہوا تم بن من سونا ہم برسوں نہیں سوئے
جب جب بھیگا موسم دل کا نینا پھوٹ کے روئے

خوشیوں کے جب پھول چنے تو پائے اتنے کانٹے
کھول کے دل دکھلایا جس کو اس نے تیر چبھوئے

ٹوٹ گئی ہر ڈالی جس پر ہم نے جھولے ڈالے
زخم چھپا کر بیٹھے ہیں اب دل میں درد سموئے

ڈھونڈ تھکے ہم اس دنیا میں عشق و وفا کے بندے
بھٹک رہے ہیں اب راہوں میں اپنے آپ میں کھوئے

اتنی چوٹیں کھائیں ہم نے جیون کی راہوں میں
جہاں ملیں دو پیار کی بوندیں' زخم پرانے دھوئے

راز لگی ہیں سو سو گانٹھیں یادوں کے دھاگوں میں
پیار کے سوکھے پھول پھر ان میں کیسے کوئی پروئے

ڈھل گئی شام ڈھل گئے سائے
رنگ کیا کیا بدل گئے سائے

ساتھ دن بھر تھے شام کو لیکن
مجھ سے آگے نکل گئے سائے

ڈھونڈ کر جب کوئی خوشی لایا
اس کو پل میں نگل گئے سائے

مجھ پہ دیکھا خدا کا سایہ جب
میرے اپنے ہی جل گئے سائے

ذہن میں منجمد رہے برسوں
تجھ کو دیکھا پگھل گئے سائے

فائدے کی کہیں جو بات سنی
بھاگ کر سر کے بل گئے سائے

جب اُگا کھر نیا سیاست کا
دَل کے دَل، دَل بدل گئے سائے

رازؔ اس سائے کو وجود ملا
جس کے سائے میں پل گئے سائے

وہ بے وفا ہے یہ مجھے جب تک پتہ نہ تھا
تب تک تو کوئی درد بھی دل میں اٹھا نہ تھا

جو داغ دوست دے گئے، آئینہ بن گئے
پہلے کسی کے چہرے پہ چہرہ دکھا نہ تھا

یکساں ہی کیوں نہ سب کو ملا جذبۂ وفا
کیا جو میرا خدا تھا وہ سب کا خدا نہ تھا

ہر شخص کیوں جہاں میں مجھے دوست سا لگا
مجھ سے بڑا تو کوئی بھی دشمن میرا نہ تھا

چوری کے پھل کا شوق تو بچپن سے ہے سب کو
اہلِ ہوس سبھی تھے کوئی پارسا نہ تھا

ہم خوش تھے، بے وفائی کا جب تک نہ علم تھا
وہ راز اگر راز ہی رہتا برا نہ تھا

کیا ہونا چاہتا تھا میں، اور کیا میں ہو گیا
ہر اک خوشی کے بعد کسی غم میں کھو گیا

سوئے ہوئے تھے اوڑھ کے سب جھوٹ کی چادر
ان کو تو میں جگا نہ سکا خود ہی سو گیا

پتے نہ پھول، اُگتے ہیں اب کانٹے ہی کانٹے
یہ بیج کون دھرم کی دنیا میں بو گیا

مجھ کو ابھارتی رہیں طوفان کی موجیں
آیا جو بچانے مجھے آخر ڈبو گیا

جنّت تو میں نے مانگی مگر یہ نہیں سوچا
آتا ہی نہیں لوٹ کے جنّت میں جو گیا

شک کی بنا پہ اس کو تو چھوڑا تھا میں نے رازؔ
خود آج کس کے کندھے پہ سر رکھ کے سو گیا

یوں تو ساقی کا میرے کام وہی ہوتا ہے
پر وہ چھلکا دے جسے جام وہی ہوتا ہے

جتنے قصے بھی محبت کے سنو دنیا میں
جو بھی آغاز ہو، انجام وہی ہوتا ہے

عشق کرتے ہو تو پھر غم سے بچو گے کیسے
عشق والوں کا تو انعام وہی ہوتا ہے

دن کے چہرے پہ لگا دیتے ہیں خوش رنگ نقاب
شام ہوتی ہے تو ہر شام وہی ہوتا ہے

جھوٹ غبارے کی مانند تو اُڑتا ہے مگر
سچ جو ہوتا ہے سرِ بام وہی ہوتا ہے

رازؔ تم کچھ بھی کرو، نام نہ پیدا کرنا
نام کرتا ہے جو بدنام وہی ہوتا ہے

میں تو دو روز یہاں آیا تھا جانے کے لیے
زندگی مل گئی کیوں مجھ کو ستانے کے لیے

چارہ گر زخم میرے دل کے سبھی چھیڑ گیا
وہ جو آیا میرے دکھ درد مٹانے کے لیے

کون اس دنیا میں جی پایا ہے اپنی خاطر
جینا پڑتا ہے یہاں سب کو زمانے کے لیے

جو بھی دکھ دینا ہے دے شوق سے تو مجھ کو' خدا
اس کو کیوں دیتا ہے دکھ مجھ کو رُلانے کے لیے

کیسے کہہ دوں میں کرم تیرا نہیں ہے مجھ پر
کتنی صدیاں مجھے بخشیں تجھے پانے کے لیے

موت سے بڑھ کے بھی ظالم کوئی شاید ہے تو وقت
موت رکتی ہے تو بس وقت کے آنے کے لیے

ہر اذاں سنتے ہی جب خود میں چلا آتا تھا
کیوں میری موت کو بھیجا ہے بلانے کے لیے

خوش ہو اب رازؔ کہ تکلیف کے دن ختم ہوئے
آ گئی موت ہر ایک غم سے چھڑانے کے لیے

●

سانس اپنی ہے مگر زندگی پرائی ہے
پا کے سب کچھ بھی یہاں کس نے خوشی پائی ہے
روز بازار میں ہنگامہ نیا ہوتا ہے
ہم تماشہ ہیں یہاں وقت تماشائی ہے

تیری یادوں کا ہے پردہ سا ہر ایک چیز پہ اب
ذہن پر دھند ہے' یا آنکھ ہی بھر آئی ہے
روشنی ہر چراغ کی ہے الگ محفل میں
لو یہاں سب کی خدا نے جدا بنائی ہے

دور نظروں سے بھی جا کر نہ گیا وہ دل سے
کیا یہ عالم ہے کہ صحبت ہے نہ تنہائی ہے
چین سے جینے بھی دیتی نہیں ایک پل ہم کو
زندگی موت کو کیوں ساتھ اٹھا لائی ہے

بس جیا ہے تو وہی شخص جیا ہے مر کر
جس کے چہرے پہ ہنسی وقتِ اجل آئی ہے
پیار سے کس نے بلایا ہے اٹھو' راز چلو
آج کیسے یہ خلاؤں سے صدا آئی ہے

●

صدیاں سنا رہی ہیں مری داستاں مجھے
جنّت سے کون کھینچ کر لایا یہاں مجھے

صحرائے زندگی میں نہ تھا کوئی نقشِ پا
ہر سمت اک سراب ملا بیکراں مجھے

جو بھی ملا زمیں کے عناصر سے ہی ملا
کچھ دے سکا نہ غم کے سوا آسماں مجھے

منزل پہ بس پہنچنے کو باقی تھے دو قدم
پھر آزمانے آ گئی قسمت وہاں مجھے

سینے میں آگ عشق کی جلتی ہے مسلسل
پیرِ حرم سمجھتا ہے پیرِ مغاں مجھے

میعاد تھی ہر نور کی ، ہر نور ڈھل گیا
خیرات میں ملا یہ اندھیرا مکاں مجھے

جس دن اُتار پاؤں گا مٹی کا قرض میں
ہاتھوں میں یہ اٹھائے گا سارا جہاں مجھے

ہمراہ ہم سفر ملے ہمدرد بھی ملے
لیکن ملا نہ رازِ کوئی ہم زباں مجھے

اپنی جنت سے نکل کر یہ کدھر آئے ہیں
کیسا بے رنگ خرابہ ہے جدھر آئے ہیں

پاس جب بھی گئے سوکھے ہوئے کچھ پھول ملے
دور سے باغ بھی سبز نظر آئے ہیں

ساتھ کتنے تھے مگر ایک بھی ساتھی نہ بنا
ہم اکیلے تیری دنیا سے گزر آئے ہیں

وہ کہاں بھٹکے تھے دن بھر یہ نہ پوچھو ان سے
شام کے وقت جو خود لوٹ کے گھر آئے ہیں

جب بھی آیا ہمیں اپنے لیے جینے کا خیال
کتنے چہرے ہیں جو آنکھوں میں اُبھر آئے ہیں

راز کیسا یہ سکوں ہم نے قفس میں پایا
اپنے ہاتھوں سے ہی پر اپنے کتر آئے ہیں

ہر غم کو تیرے نام کِیا اور پی گئے
یہ کام صبح شام کِیا اور پی گئے

تاریکیوں میں چھوڑ کر جب دوست چل دیئے
تاروں کو ایک سلام کِیا اور پی گئے

اپنے نشے میں جب بھی لگی کچھ کمی ہمیں
اشکوں کو نذرِ جام کِیا اور پی گئے

ہوش و خرد نے دل کی اگر کی مخالفت
کام ان کا بھی تمام کِیا اور پی گئے

چھپ چھپ کے راز لوگ جو کرتے رہے یہاں
وہ ہم نے سرِ عام کِیا اور پی گئے

ایک اتفاق ہے کچھ لوگ جو مل جاتے ہیں
لوگ ورنہ یہاں ملنے سے بھی کتراتے ہیں

کبھی تو ایسے بھی دل میں خیال آتے ہیں
کہ آئینہ کہیں دِکھ جائے تو شرماتے ہیں

یاد جب آتے ہیں خود کو کبھی تنہائی میں
اپنے ماضی کے تصور سے بھی گھبراتے ہیں

کچھ نہیں پاؤ گے کچھ کھوئے بنا دنیا میں
چین کھو دیتے ہیں جو، چین وہی پاتے ہیں

روز کہتے ہیں کہ کل آج سے اچھا ہو گا
سوچ کر راز یہی روز بہل جاتے ہیں

سوچنا تھا، نہ کچھ سمجھنا تھا
عشق کو آسماں پہ چلنا تھا

تجھ سے مل کر بھی تجھ کو پا نہ سکے
اپنی قسمت میں ہی بھٹکنا تھا

منجمد ہو گئیں تمنائیں
دل ہی دل میں ہمیں پگھلنا تھا

ہم اسے کیسے بے وفا کہتے
اس کو ہو کر جدا سنورنا تھا

چند خوشیاں نہ ہم سنبھال سکے
غم میں پھر ہم نے کیا سنبھلنا تھا

کیسے تقدیر مستقل رہتی
دل مسلسل ہمیں بدلنا تھا

شکر ہے رب زمین دی ہم کو
آسماں پہ تو کچھ نہ اُگنا تھا

رازؔ جس دن سنبھالا ہوش ہم نے
بس، اسی دن سے دل مچلنا تھا

●

اس کا ہر جام خاص ہوتا ہے
عشق ہر دل کی پیاس ہوتا ہے

دور اس سے نکل بھی جاتا ہوں
وہ مگر میرے پاس ہوتا ہے

جب بھی موقع خوشی کا ہو کوئی
اور بھی دل اداس ہوتا ہے

ہر ہنسی کو نہ جو خوشی سمجھے
بس ، وہی غم شناس ہوتا ہے

جس کو دنیا جنون کہتی ہے
میرا ہوش و حواس ہوتا ہے

رازؔ ہے چاک جس کا پیراہن
عزم اس کا لباس ہوتا ہے

خدا ملے تو یہ پوچھیں کہ ماجرا کیا ہے
بقا کا اور فنا کا یہ سلسلہ کیا ہے

چلا ہے ساتھ وہ خاموش کتنی صدیوں سے
تو آ رہی ہے جو پھر آج وہ صدا کیا ہے

یہ رنگ و بوئے جہاں سب ہے اس کا مان لیا
دماغ و دل کا الگ پھر جہان سا کیا ہے

پہونچ نہ پائے تیرے در پہ عمر بھر کوئی
قدم قدم پہ ہے ٹھوکر یہ راستہ کیا ہے

کبھی تو وہ بھی کریں جو ہمارا دل چاہے
مگر یہ ڈر ہے کہ اس بات کی سزا کیا ہے

تیرے ہی نور کی کرنیں ہیں ہم زمانے میں
بتا تو آج اُجالوں کو پھر ہوا کیا ہے

سنور گئے بھی ، سنوارا بھی ہے زمانے کو
مگر سدھر کے ہمیشہ یہاں رہا کیا ہے

گھٹائیں لاکھ ہوں ساون کی خوش گوار مگر
جو کھیت پر نہیں بری ہے وہ گھٹا کیا ہے

جو مر ہی جائیں نہ اب راز تو کدھر جائیں
جہاں میں جی کے بھی آخر ہمیں ملا کیا ہے

سبھی کو آنسوؤں کا زہر تو پینا پڑا ہے
مگر رو رو کے بھی سب کو یہاں جینا پڑا ہے

نہ چھلنی دل کا میرے دے کوئی الزام تجھ کو
مجھے اپنا گریباں اس لیے سینا پڑا ہے

جو کہتے تھے کہ وہ جی نہ سکیں گے بعد میرے
وجہ بن ہی گئی کوئی انہیں جینا پڑا ہے

میں تیری سیڑھیوں پہ چڑھتے چڑھتے تھک گیا ہوں
بس' اپنے بیچ اب ہچکی کا اک زینہ پڑا ہے

لحد ہے رازؔ کی' اشعار اس پر اشکؔ کے ہیں
وہ دیکھو قبر جس پر جام اور مینا پڑا ہے

●

اپنی اپنی ہے ضرورت بے وفا کوئی نہیں
کون پھینکے کس پہ پتھر بے خطا کوئی نہیں

زہر سے دہشت کے جو لیتا ہے معصوموں کی جاں
دھرم اس کا کچھ نہیں اس کا خدا کوئی نہیں

حالِ دنیا کیا کہیں سہمے ہوئے بیٹھے ہیں سب
سب کو سب معلوم ہے پر بولتا کوئی نہیں

کب، کہاں کس موڑ پر مل جائے غم کس کو خبر
کس خوشی سے غم جُدا ہے جانتا کوئی نہیں

زندگی جب تک ہے سب اک دوسرے سے ہیں الگ
خاک میں مل کر کسی سے بھی جدا کوئی نہیں

زندگی ایسی ہے کچھ مر مر کے بھی جیتے ہیں لوگ
پھول کی چاہت میں کانٹوں سے بچا کوئی نہیں

سب کو سب سے ڈر ہے بس ایک سانپ کی طرح ہیں لوگ
یوں ہی ڈس لیتے ہیں اکثر مدعا کوئی نہیں

پوتھیاں کتنی بھی پڑھ لو ڈگریاں کتنی بھی لو
ڈھائی اکشر سے زمانے میں بڑا کوئی نہیں

مکڑیوں کو رازِ جالا بُنتا سکھلاتا ہے کون
خود پرستی کے فریبوں سے بچا کوئی نہیں

یہ کن لوگوں سے اب دنیا بھری ہے
کہ ہر سُو خوف ہے بے چارگی ہے

شجر اخلاص کے اب کیا اُگیں گے
یہاں تو کھاد ہی بارود کی ہے

ہے جب اس سے ہی سب کا آب و دانہ
تو یہ مٹی لہو سے کیوں رنگی ہے

کئے گمراہ اس نے کتنے بچے
نمائش دہشتوں کی جس نے کی ہے

نتیجہ تو ہے بس دہشت کا دہشت
کب اس سے بات کوئی حل ہوئی ہے

نہتے اور معصوموں کی جانیں
جو لے بھی لیں تو اس میں کیا خوشی ہے؟

اسے ہو امن کی خواہش تو کیسے
جسے دہشت سے روزی مل رہی ہے

نہیں مٹ پائے گی دہشت سے دہشت
یہ ہم سب کو سمجھنا لازمی ہے

ہے دہشت گرد بھی تو راز انساں
تو اس کی سوچ کیوں ایسی بنی ہے؟

سفر میں وقت کے صدیوں سے یہ سارا جہاں تھا
نہ تھی منزل کوئی ' بس ایک بھٹکتا کارواں تھا

میں جب آیا تو میرے ساتھ ہی شاید وہ آیا
نہاں میں وقت میں' یا وقت ہی مجھ میں نہاں تھا

ذرا سوچو ' ذرا دیکھو اگر میری نظر سے
بتاؤ ' وقت میرے وقت سے پہلے کہاں تھا

تھا میں آغاز اس کا ' اور یہ انجام میرا
سوا میرے کہاں پہ وقت کا کوئی نشاں تھا

بچا پایا نہیں میں وقت کی نظروں سے خود کو
میری بستی میں بس میرا ہی ایک اُجلا مکاں تھا

میں راہِ وقت میں ایک موڑ بن کر رہ گیا ہوں
مجھے تو رازؔ اپنی ذات پر کیا کیا گماں تھا

وہ ہم سے پوچھ رہے ہیں ہمیں ہوا کیا ہے
وہی بتائیں کہ ہونے کو بھی بچا کیا ہے

دعائیں مانگتے کاٹی ہے عمر جن کے لیے
وہ کہہ رہے ہیں، تمہیں کیا پتہ وفا کیا ہے

سمجھ رہے ہیں وہ سب کچھ ہماری نظروں سے
تو کیا بتائیں انہیں ہم کہ مدعا کیا ہے

تلاش سب کو جہاں میں خوشی کی ہے لیکن
ملا کسی کو یہاں درد کے سوا کیا ہے

سزائے موت سے ہم کیا ڈریں گے، اے دنیا
جدا ہم ان سے ہیں اس سے بڑی سزا کیا ہے

ضمیر مار کے دنیا میں لوگ جیتے ہیں
تو فرق جینے یا مرنے میں اب بھلا کیا ہے

ہمارا دل وہ جلا کے چلے گئے کب سے
تو اب بھی رازِ یہ سینے سے اٹھ رہا کیا ہے

پھر اشکبار یہاں کون دل جلا ہو گا
نہ ہم رہیں گے تو ان محفلوں میں کیا ہو گا

یہ غنچے پھر بھی گلستاں میں مسکرائیں گے
اگرچہ باغ کا مالی گزر گیا ہو گا

نظارے یوں ہی زمانے میں جلوہ گر ہوں گے
بس ایک دیکھنے والا ہی کم ہوا ہو گا

جو ہم نفس ہے ہمارا جو ہم پہ مرتا ہے
ہمیں بھلا کے کسی دن وہ جی رہا ہو گا

پتہ ہے موت تو آنی ہے اس سے کیا ڈرنا
ہے ڈر تو یہ ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہو گا

تجھے بلایا ہے گر راہِ موت سے اس نے
تو راز سب سے یہ چھوٹا ہی راستہ ہو گا

جو چاندنی میں نہائے بدن وہ جل کے رہے
خوشی کی حد سے جو گزرے، غموں میں ڈھل کے رہے

یہ سچ ہے موت کو اپنی بلایا خود ہم نے
مگر بچے ہیں کہاں وہ بھی جو سنبھل کے رہے

فلک نے ایسی ڈھلانیں بنا کے رکھی ہیں
جو آسمانوں پہ چلتے تھے وہ پھسل کے رہے

تمام شام کِیا ضبط ہم نے کچھ نہ کہا
مگر دبائے تھے جو بول وہ نکل کے رہے

بدل نہ پائے کبھی دوستوں کی فطرت کو
گو دشمنوں کا تو دل راز ہم بدل کے رہے

محبت جب سے کی ایک بے وفا سے
سمجھ لو دشمنی کر لی خدا سے

محبت ہی بچا پائے نہیں جب
تو ہونا ہے جو ہو اپنی بلا سے

پلاتے ہیں نگاہوں سے وہ سب کو
ہمیں رہتے ہیں بس پیاسے کے پیاسے

ہمیں جانے کو تو کہتے نہیں وہ
سمجھ جاتے ہیں ہم اُن کی ادا سے

اُنھیں معلوم ہے، ہم کو پتہ ہے
وہ جو دیتے ہیں سب جھوٹے دِلاسے

جُدا ہو کر یہ ہم نے 'راز' جانا
وہ جب تھے ساتھ، تب بھی تھے جُدا سے

کہاں سے کوئی آیا تھا کہاں کوئی گیا ہو گا
فنا ہونے کا کوئی تو مناسب سلسلہ ہو گا

کئی باتیں ہیں جو میں سوچنے دیتا نہیں خود کو
جو دے دوں ذہن کو کچھ ڈھیل' کوئی حادثہ ہو گا

توازن نعمتوں میں اور غموں میں جب کیا' دیکھا
کہ زندہ ہوں' اِسی نعمت سے بڑھ کر اور کیا ہو گا

دُکھی کیسے بھی ہوں پر موت کو سوچو تو لگتا ہے
کہ کیا اِن خوبصورت منظروں کو چھوڑنا ہو گا

سزائیں پچھلے جنموں کی سمجھ کر بھوگتا ہوں میں
مگر ہے یاد بھی کس کو کہ آخر کیا کِیا ہو گا

ادب کی محفلوں میں کتنی شائستہ کلامی ہے
دماغ و دل میں لیکن کیا پتہ کیا کیا چھپا ہو گا

یہی بس سوچ کر ہر دن کٹی ہے زندگی ساری
سبھی دُکھ سہہ چکا ہوں 'راز' اور اب کیا بچا ہو گا

جو ڈھونڈتے ہو ملے گا دلِ دیوانے میں
کیا نہیں ملتا ہے اس درد کے خزانے میں
لوگ خوش کرنے کو کیا کیا نہیں کہتے ہم کو
بڑا مزا ہے، سمجھ کر فریب کھانے میں
اس زمانے کو بھلا کیسے بے وفا کہہ دیں
کہ خود ہی رہتے ہیں ہم بھی اسی زمانے میں
درد کی جس کو ہے عادت، کبھی نہیں روتا
وہ لگا رہتا ہے ہر شخص کو ہنسانے میں
خوشی کے لمحے تو لمحوں میں نکل جاتے ہیں
کیوں گنوا دیتے ہیں ہم وقت آزمانے میں
ہمارے اپنے تو ہم پر لُٹا رہے ہیں دِل
اور ہم محو ہیں غیروں سے دل لگانے میں
کھا کے چوٹیں بھی 'راز' جن کے لب نہیں کھلتے
غم کی ملتی ہے جھلک اُن کے مسکرانے میں

●

تھے ساتھ ساتھ مگر سارے ہم سفر تنہا
قدم ملا کے چلے، دل رہے مگر تنہا

تھیں بے شناس نگاہیں، تھا خشک سا لہجہ
تھے قربتوں میں بھی ہم لوگ کس قدر تنہا

وہ برسوں بعد ملے کوئی اجنبی جیسے
گو آنکھیں چار ہوئیں، پر رہی نظر تنہا

تھا ساتھ رات کے ایک چاند، ستاروں کا ہجوم
اُجالے جس نے کیے رہ گئی سحر تنہا

گِھرا ہوا ہے ہر ایک شخص یوں تو اپنوں سے
ہے اپنے دل میں مگر 'راز' ہر بشر تنہا

ایک نظم (26/11)

یہ انساں جو خود سے جُدا ہو رہا ہے
یہ کیوں ہو رہا ہے' یہ کیا ہو رہا ہے

گو نفرت تو پہلے بھی دیکھی تھی ہم نے
مگر اس کی وجہ تو ہوتی تھی کوئی
یہ بے وجہ نفرت' یہ بے وجہ وحشت
یہ ہر سُو جو اتنا بُرا ہو رہا ہے
یہ کیوں ہو رہا ہے' یہ کیا ہو رہا ہے

نہیں جن کا کچھ لینا دینا کسی سے
بھلا اُن سے یہ دشمنی ہے تو کیسی
یہ دہشت کا آخر نشانہ کدھر ہے
بھلا ہے تو کس کا بھلا ہو رہا ہے
یہ کیوں ہو رہا ہے' یہ کیا ہو رہا ہے

یہ کٹھ پُتلیوں کو نچایا ہے کس نے
یہ معصومیت کو جلایا ہے کس نے
کہاں سے ہے آیا یہ جذبہٗ دہشت
جو ہر دن نیا حادثہ ہو رہا ہے
یہ کیوں ہو رہا ہے' یہ کیا ہو رہا ہے

دعائیں کرو ختم ہو اب سیاست
کریں ختم انساں سے انساں کی نفرت
چلو پھر جگا لیں دلوں میں محبت
یہ دل کس قدر بے صدا ہو رہا ہے
یہ کیوں ہو رہا ہے' یہ کیا ہو رہا ہے

●

بات کر تُو' یا نہ کر' مل تو سہی
دیکھ لوں' ایک نظر' مل تو سہی

جانتا ہوں میرا بڑھ جائے گا درد
پھر بھی ایک بار مگر' مل تو سہی

کھو گیا ہوں قریب آ کے تیرے
خود کو ڈھونڈوں میں کدھر' مل تو سہی

اپنے جلوؤں میں کمی مت کرنا
تھام لوں گا میں جگر' مل تو سہی

کسی منزل کی اب نہیں خواہش
ہو چکی شامِ سفر' مل تو سہی

'راز' سب بھول گیا شکوے گلے
اب شکایت سے نہ ڈر' مل تو سہی

●

کس وجہ سے اس دنیا میں لایا گیا ہوں میں
کیا غم ہی اٹھانے کو بنایا گیا ہوں میں

بچپن میں تو لگا تھا جہاں ہو گا زیرِ پا
پر عمر بھر ہنسی میں اُڑایا گیا ہوں میں

آیا ارادتاً تھا، نہ مرضی سے جاؤں گا
ایک اتفاق ہے یہاں پایا گیا ہوں میں

کچھ بھی کروں میں چھپتی نہیں میری ذہنیت
ظاہر ہے کسی دشت سے لایا گیا ہوں میں

سب مجھ سے پریشان ہیں، میں سب سے پریشاں
پھر کس لیے محفل میں بُلایا گیا ہوں میں

میں نے بھی مسکرانے کی عادت نہیں چھوڑی
گو 'راز' بار بار رلایا گیا ہوں میں

کوئی منزل نہ دِکھی، کوئی کارواں نہ ملا
تلاش جس کی تھی اس کا کوئی نشاں نہ ملا
یقین تھا کہ خدا سے ملے گا کچھ تو ضرور
زمیں کو چھوڑ دیا، اور آسماں نہ ملا
وہ سامنے تھا تو کیوں دیکھ نہ پائے اس کو
کوئی پردہ بھی کہیں اپنے درمیاں نہ ملا
ہم سمجھتے تھے کہ جب چاہیں گے مل جائے گا وہ
پر اس کے کوچے میں پہونچے تو آستاں نہ ملا
ساری دنیا تھی یہ اپنی جہاں، جہاں بھی گئے
سر چھپانے کو مگر کوئی آشیاں نہ ملا
دو جہاں پانے کی اپنی ہوس نے مار دیا
اس جہاں سے بھی گئے اور وہ جہاں نہ ملا
اپنی آوارگی بھی 'راز' کام آ نہ سکی
کیا بتائیں کہ ہمیں غم کہاں، کہاں نہ ملا

پیار تو ایک بار ہی ہوتا ہے' ہم کو بھی لگا
جب ہوا' جس سے ہوا' ہر بار ایسا ہی لگا

ہیرے جیسا قیمتی پتھر ملا جو عشق کا
دیکھنے میں تو بہت ہلکا تھا پر بھاری لگا

وہ فرشتہ لگ رہا تھا' جب تلک جانا نہ تھا
جیسے جیسے ہم قریب آئے' وہ بازاری لگا

اپنے اپنے خوش لباسوں میں سجے بیٹھے تھے سب
جس کے دل میں جھانک کر دیکھا' ہمیں خالی لگا

خون ہی تو اس نے چوسا' جاں تو آخر بخش دی
'راز' یہ احسان اس کا آج بھی باقی لگا

اُمیدوں نے بجھا ڈالا' یقینوں نے رُلا ڈالا
ہمارے دل کو تم نے درد کا دریا بنا ڈالا

ہماری وحشتیں دھوکے' دغاؤں کا نتیجہ ہیں
ملا جو زہر تم سے' ہم نے دنیا کو پلا ڈالا

تمہیں چاہا نہیں تھا صرف ہم نے' تم کو پوجا تھا'
تراشا تھا جو بُت وہ آج مٹی میں ملا ڈالا

محبت کا بڑی مشکل سے سچا سُر لگایا تھا
یہ تم نے تارِ سازِ زندگی کا کیوں ہلا ڈالا

نہ اب عرصے سے یاد آئی تمہاری اور نہ ہم روئے
ہمارے خشک احساسات کو غم نے جلا ڈالا

نہ ہوتے بے وفا وہ 'راز' تو کیسے نہیں ہوتے
ملے جس جس سے وہ' سب نے خدا اُن کو بنا ڈالا

●

ایسے بھی ہیں گناہ جو ثوابوں سے کم نہیں
کچھ وہ حقیقتیں ہیں جو خوابوں سے کم نہیں

تنہا ہے جو دنیا میں کبھی اُس سے پوچھئے
کچھ اشک ہیں ایسے جو شرابوں سے کم نہیں

گر نکلے دعا بن کے کوئی حروفِ تسلی
ایک لفظ کئی لاکھ کتابوں سے کم نہیں

جب عشق کے بھنور میں کوئی ڈوب رہا ہو
ساحل کا تصور بھی سرابوں سے کم نہیں

جب قتل سرِ عام ہو اور کوئی نہ روکے
ایسے بھی وہ کچھ دن ہیں جو راتوں سے کم نہیں

یہ تو ہے 'راز' عشق کی شدّت پہ منحصر
کچھ خار ہیں ایسے جو گلابوں سے کم نہیں

●

باندھ کر رکھا ہے دل میں آس کو
یوں کیا ہے قید دردِ خاص کو

مار دیتا جاں سے وہ بے شک مجھے
مار کیوں ڈالا میرے احساس کو

بے وقوفوں میں گِنا جاتا ہوں اب
آج کل کہتے ہیں کیا اخلاص کو؟

پوچھتے ہیں سب اُداسی کا سبب
کون سا دوں نام اب میں یاس کو

ایک سمندر ہے یہ اُمیدوں کا 'راز'
روک کر رکھا ہے اپنی پیاس کو

●

ظاہر نہیں وہ کرتا کچھ بھی جب وہ نظر ملاتا ہے
دِکھتے ہیں پر آنکھ میں جگنو جب وہ پیار چھپاتا ہے

میرا دل تنہائی میں تو کبھی نہیں ہوتا تنہا
کوئی مگر جب مل جاتا ہے' دل تنہا ہو جاتا ہے

نیند چراتا ہے وہ میری' کہیں خواب میں دیکھ نہ لوں
جاگے جاگے دن میں لیکن کیا کیا خواب دِکھاتا ہے

دل سے بنتی نہیں ہے میری' جب سے اس کو دیکھا ہے
دل کو میں سمجھاتا ہوں اور دل مجھ کو سمجھاتا ہے

پاس سے میرے جاتا ہے وہ دعا سلام نہیں کرتا
کنکھیوں سے دیکھ کے لیکن جیسے مجھے بلاتا ہے

شاخِ گل ہے' پھول اس کی باتوں سے جھڑتے رہتے ہیں
جب بھی 'راز' وہ آجاتا ہے' گھر گلشن بن جاتا ہے

ایک شام میرا داغِ جگر ڈھونڈ رہی ہے
کیا ہے جو اندھیرے میں نظر ڈھونڈ رہی ہے

یوں دل میں میرے جھانکتی رہتی ہے تیری یاد
جیسے کہ چاندنی ہے قمر ڈھونڈ رہی ہے

وہ راہ ہوں میں جس پہ مسافر نہیں کوئی
منزل ہوں وہ جو گردِ سفر ڈھونڈ رہی ہے

کچھ الجھی ہوئی راہوں میں بھٹکا ہوا ہوں میں
اور موت میرا راہِ گزر ڈھونڈ رہی ہے

دل کو تو اب یقیں ہے ملے گا نہ وہ کبھی
اُمید اس کو اب بھی مگر ڈھونڈ رہی ہے

جس رات میرے گھر میں نہیں ہو گا اندھیرا
اس رات کو 'راز' ایک سحر ڈھونڈ رہی ہے

قطعات

●

وہ کہتے ہیں کہ جیسے تم تھے کیوں اب تم نہیں لگتے
بتائیں کیا کہ اب خود کو بھی ہم تو ہم نہیں لگتے
ذرا سی بات ہوتی تھی غموں میں ڈوب جاتے تھے
نہ جانے کیا ہوا اب غم بھی ہم کو غم نہیں لگتے

●

وقت ہر شخص پہ آتا ہے گزر جاتا ہے
سب سنور جاتا ہے پر شخص بکھر جاتا ہے
وقت کے ساتھ ہی چلنا ہے مناسب لیکن
وقت پڑنے پہ نہ جانے یہ کدھر جاتا ہے

●

زندگی میں کہیں کمی سی ہے
چال دل کی تھمی تھمی سی ہے
کب سے خالی مکان ہے دل کا
دھول یادوں کی کچھ جمی سی ہے

●

کیا ضروری ہے کہ ہم کائنات کو سمجھیں
کیا یہ کافی نہیں ہم اپنی ذات کو سمجھیں
جو کہہ رہا ہے یہ سارا جہان فانی ہے
تو رازؔ کیوں نہ ذرا اس کی بات کو سمجھیں

●

جو خدا ہے تو مذاہب کی ضرورت کیا ہے
اس سے بڑھ کر کوئی دنیا میں حقیقت کیا ہے
ذات انسان کی بانٹو نہیں دنیا والو
رازؔ سمجھو ذرا انسان کی قیمت کیا ہے

●

دور اتنا ہو گیا ہوں خود سے میں
خود مجھے اپنی خبر ملتی نہیں
سوچتا رہتا ہوں میں صدیوں کی بات
زندگی سے پر نظر ملتی نہیں

●

درد و رنج و الم کی ماری ہے
ہاں ، یہی زندگی ہماری ہے
میکدے ہی میں اب تو رہتے ہیں
راز کیا زندگی سنواری ہے

●

پہلے میں پاگل تھا ، یہ سمجھا ہوں اب میں
اب بھی میں پاگل ہوں، یہ سمجھوں گا کب میں
کٹی ہے ساری عمر سمجھنے سمجھانے میں
سمجھ جاؤں گا سب کچھ، نہیں رہوں گا جب میں

●

عشق سو بار مر مر کے زندہ ہوا
عشق جو کر گیا ، کوئی کر نہ سکا
وقت نے ہی کیا قتل بھی عشق کو
اور پھر وقت ہی چارہ گر بن گیا

●

دنیا کو میں نے اپنے گناہ کی صفائی دی
تھوڑا سا جھوٹ بول کے سچ کی دُہائی دی
پر دل کی عدالت میں تو میرے ضمیر کو
میرے خلاف صاف گواہی سنائی دی

●

کسی پہ مر کے ہی جینا ہے تو پھر شوق سے مر لو
زمانے بھر کے جتنے جھوٹ ہیں دامن میں سب بھر لو
اگر کہتا ہے کوئی پیار کرتا ہے وہ بس تم سے
تو مت پوچھو کہ کیوں، بس مان لو، اور دل کو خوش کر لو

●

اُلجھن ہے ایک ایسی جو سنورنے نہیں دیتی
ایک کشمکش ہے خودکشی کرنے نہیں دیتی
ایسا ہے ایک یقین جو جینے نہیں دیتا
ایک ایسی ہے اُمید جو مرنے نہیں دیتی

●

چھو کے آتی ہے وہ کرنیں جو تیری آنکھوں کو
چاندکی میں اُنہیں کرنوں کو چوم لیتا ہوں
تیری آواز میں جب نغمے نہیں سن پاتا
پی کے مئے تیرے خیالوں میں جھوم لیتا ہوں

●

کیا یہ دنیا ہے اور اب اس کی کہانی کیا ہے
یہ زمیں، آگ، ہوا اور یہ پانی کیا ہے
اس کہانی کا شروع ہے، نہ کوئی انت کہیں
جب ادھوری ہے کہانی تو سنانی کیا ہے

●

پہلے میں پاگل تھا، یہ سمجھا ہوں اب میں
اب بھی میں پاگل ہوں، یہ سمجھوں گا کب میں
کٹی ہے ساری عمر سمجھنے سمجھانے میں
سمجھ جاؤں گا سب کچھ نہیں رہوں گا جب میں

●

جو دلوں میں اپنے ہیں ولولے، یہ چلیں گے حدِ وصال تک
پسِ وصل درد کے سلسلے، نہ تھمیں گے دل کے زوال تک
میری التجا ہے یہ دلرُبا، تُو نہ اتنا میرے قریب آ
یہ نہ ہو کہ اتنی ہنسی خوشی، کہیں پہنچے رنج و ملال تک

●

بڑھاپے میں بڑھاپے کے دنوں کو کوسنے والو
بڑھاپا ایسی ایک نعمت ہے جو سب کو نہیں ملتی
خدائی کی سمجھ ملتی ہے جو جا کر بڑھاپے میں
جوانی تک، کہو کچھ بھی، کسی کو وہ نہیں ملتی

●

میں زندگی کی ایک، ایک گھات گنتا ہوں
تجھ سے وابستہ ایک، ایک بات گنتا ہوں
تُو مجھ سے دور ایک، ایک دن کو گنتی ہے
میں تجھ کو سوچ کے ایک، ایک رات گنتا ہوں

●

تم کو بہت تلاش تھی ، لو دیکھ لو منزل کو
لہریں جو مزا لیتی ہیں ، ملتا نہیں ساحل کو
آنکھوں کو بند کر کے دیکھو میری آنکھوں میں
کر دے گی نظر میری روشن تمہارے دل کو

●

محبت نے نیا پہلو دِکھایا آج ہم کو
رقیبوں سے بھی اپنے ہم محبت کر رہے ہیں
گلے کیسے نہ اب ہم پیار سے اُن کو لگا لیں
مَرے ہم جس پہ، وہ بھی تو اسی پہ مر رہے ہیں

●

زیست دیتی ہے نئی روز سزا
اور دیکھو تو کیا کچھ بھی نہیں
موت کا جب ہے معین ایک دن
کیوں اُسی دن کا پتہ کچھ بھی نہیں

کتنے غموں کو ہم نے ہوا میں اڑا دیا
پھر ذہن کو سخن کی فضا میں پھنسا دیا
لفظوں کو جوڑ توڑ کے احساس سے تولا
کچھ واقعات نے ہمیں شاعر بنا دیا

ہمارے حال پہ کل رات ، رات رونے لگی
دل کو چھو کر جو گئی بات ، بات رونے لگی
دیکھ کر رات کے جاگے ہوئے کو گلشن میں
گر کے شبنم بھی اس کے ساتھ ، ساتھ رونے لگی

متفرق اشعار

●

نفرت کی آگ چاہے جلا دے میری زمین
انسانیت کے بیج ہی بوتا رہوں گا میں

●

جگنو کی زندگی بس ایک رات ہی سہی
لیکن تمام عمر چمک کر جیا تو ہے

●

الفاظ میں ڈھل جاتی ہے جب بھی کوئی غزل
میں سوچتا رہ جاتا ہوں یہ کس نے کہی ہے

●

چمکا ہے رات بھر کسی جگنو کی طرح جو
تیرا خیال تھا یا میرے دل کی جلن تھی

●

شجر کانٹوں کا' ڈالی پھول کی' پتے ہواؤں کے
یہ مٹی بھی ہے کیڑوں کی' چمن لیکن ہمارا ہے

●

کام اس طرح کرو جیسے کبھی مرنا نہیں
دنیا داری یوں نبھاؤ جیسے مر جانا ہے آج

●

ہاتھی ، کبھی گھوڑا ، کبھی پکشی نظر آیا
میں اُڑتے ہوئے بادلوں کو دیکھ رہا تھا

●

نہیں دوں گا وہ جس کو مانگنا پڑ جائے گا واپس
وہی دوں گا' میں دے کر 'راز' جس کو بھول سکتا ہوں

●

جب زیست کی چادر کو بھِگوتا ہے غمِ عشق
پانی ٹپکتا رہتا ہے پلکوں کی ڈور سے

●

جب شوخ ہوا چھیڑ گئی زلفِ سیاہ کو
ایک چاند سے چہرے میں چار چاند لگ گئے

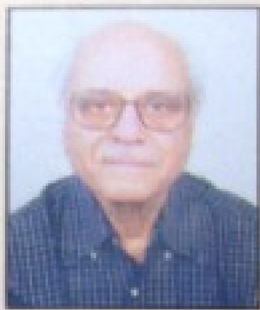

HAR LAMHA AUR ....

Poetry by

RAZDAN RAAZ

راز دان راز

- زندگی تو ابتدا سے موت کے چنگل میں ہے
کستا جاتا ہے شکنجہ وقت کا ہر لمحہ اور.....

☆ **راز**

- عاشق بھی، رندمست بھی، رشیوں میں بشر راز
تخلیق کار سبزہ و گلزار و شجر راز
میرے لیے بھی کیجیے دل سے دعائے خیر
ممکن ہے کہ ہوجائے دعاؤں میں اثر راز

☆ **طرز لکھنوی**

- اپنے سینے میں نرم ونازک دل رکھنے والا جذباتی انسان جب شاعری کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو اسکے شعر دل سے نکل کر دل کو چھونے والا اثر رکھتے ہیں۔ راز دان صاحب مٹی کی خوشبو سے جڑے ہوئے ایک ایسے انسان ہیں جن کا دل محبت سے دھڑکتا بھی ہے اور درد کے آنسو بن کر چھلکتا بھی ہے۔ ☆ **ابراهیم اشک**

- راز دان صاحب نہ تو کسی خاص آئیڈیلوجی کے پرچارک ہیں نہ انکا تعلق کسی خاص رجحان سے ہے۔ انکا تعلق صرف اور صرف شاعری سے ہے۔ وہ اس راز سے آشنا ہیں کہ تخلیقی عمل اپنے آپ سے آشنا ہونے کا نام ہے۔ ☆ **ممتاز راشد**

- راز دان راز کے کلام کی سب سے بڑی خوبی اس کا عام فہم اور سلیس ترین ہونا ہے۔ عوامی زبان میں شعر کہنا کتنا مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کٹھن راستے سے بھی راز آسانی سے گزر جاتے ہیں۔ یہ انکے سچے اور اچھے فن کار ہونے کی علامت ہے۔ بعض شعر تو بے تکلف گفتگو کے سے لگے۔ جن میں روز مرہ کا بھی استعمال ہے اور محاورات بھی بڑے سلیقے سے لائے گئے ہیں۔ ☆ **مختار احسن انصاری**

Takmeel Publications, Mumbai / Bhiwandi
Designed & Printed by : ADABI PRINTING PRESS Tel. : 2302 1353